خان صاحب ایک وسیع ڈرائنگ روم میں تشریف فرما تھے۔ اردگرد ان کے خدام باادب ایستادہ تھے۔ انہوں نے نہایت پُرتپاک انداز میں حضرت چودھری صاحبؓ کا استقبال کیا اور بتایا کہ وہ جب بھی لندن آتے ہیں تو ہوٹل کا یہ پورا وِنگ ان کیلئے ریزرو ہوتا ہے۔ وہ اپنے ساتھ اپنے کچن کا سٹاف، نوکر چاکر وغیرہ بھی لاتے ہیں۔ پھر بتایا کہ اس سال میری بیوی بچے میرے ساتھ نہ آسکے، تاہم یہ سارا ونگ میرے لئے ریزرو ہے۔

حضرت چودھری صاحبؓ نے فرمایا: جب آپ کے اہل وعیال آپ کے ساتھ نہیں آئے تو پھر اتنی بڑی جگہ ریزرو کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو رقم کا ضیاع ہے۔ اس پر سر خضر حیات صاحب نے کہا: ''چوہدری صاحب! میری ساری زندگی اسی طرح گزری ہے۔ ہمیں خدا نے بہت دولت دی ہے اور دولت تو ہوتی ہی انسان کے آرام کیلئے ہے''۔ پھر اُن کے پوچھنے پر آپؓ نے فرمایا کہ ''مَیں احمدیہ مشن ہاؤس میں اِن کے ساتھ والے فلیٹ میں رہتا ہوں اور کھانا بھی ان کے ساتھ کھاتا ہوں''۔ سر خضر حیات صاحب نے کہا: ''چوہدری صاحب! آپ کو بھی اللہ نے بہت دولت دی ہے...... آپ بڑے سے بڑے مکان میں رہائش اختیار کرسکتے ہیں۔ پھر یوں فقیری اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟'' آپؓ نے جواب دیا: ''خضر! اس طرح فقیری میں زندگی گزار کر غریبوں، محتاجوں، بیواؤں اور ناداروں کی خدمت کرنے میں جو لطف، سکون واطمینان ہے، کاش وہ مَیں بیان کرسکتا!......''۔

۞ ایک بار آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ پاکستان جانے کے لئے کسی سستی ایئر لائن کا ٹکٹ خرید لاؤ۔ مَیں نے اپنی بے وقوفی سے کئی بار عرض کیا کہ آپ کو فرسٹ کلاس میں سفر کرنا چاہئے لیکن آپؓ یہ سن کر خاموش رہے۔ بہرحال ٹکٹنگ کروالی۔ اُسی شام مجھے اس ایئر لائن کے جنرل منیجر کا فون آیا کہ تم نے جو ٹکٹ سر ظفراللہ خان کیلئے خریدا ہے، کیا یہ وہی ہیں جو پاکستان کے وزیر خارجہ اور انٹرنیشنل کورٹ کے صدر تھے۔ مَیں نے کہا: ہاں یہ وہی ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر ممکن ہو تو وہ آپؓ سے ملنا چاہیں گے۔ میں نے اگلے دن انہیں چائے پر بلایا۔ وہ تشریف لائے اور حضرت چوہدری صاحبؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ ہماری ایئر لائن سے آپؓ سفر کرنے والے ہیں تو مَیں نے فوراً اپنے ہیڈ آفس سے رابطہ کرکے انہیں بتایا۔ اس پر مجھے ہیڈ آفس سے یہ ہدایت موصول ہوئی کہ اُن کے ٹکٹ کو فرسٹ کلاس میں بدل دیا جائے اور انہیں VIP کی تمام سہولیات میسر کی جائیں اور فلائٹ کے دوران انکی خدمت کیلئے ائرہوسٹس مخصوص کی جائیں اور ان سے اکانومی اور فرسٹ کلاس کے درمیان کے کرایہ کا فرق قبول نہ کیا جائے۔

جب وہ صاحب چلے گئے تو حضرت چوہدری صاحبؓ نے میرا ہاتھ پکڑ کر نہایت جذباتی انداز میں فرمایا: ''آپ بار بار مجھے فرسٹ کلاس میں سفر کرنے کو کہہ رہے تھے اور مَیں اس بات پر مُصر تھا کہ مَیں اکانومی سے ہی سفر کروں گا اور رقم بچا کر غریبوں پر خرچ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس بحث ومباحثہ کو آسمان سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنی محبت کا اظہار یوں کیا کہ اس نے ایئر لائن کے جنرل منیجر کو تحریک کی کہ ظفراللہ خان جو ہمارا ایک عاجز بندہ ہے اور ہمیں پیارا ہے، اسے فرسٹ کلاس میں سفر کراؤ۔ خواہ اس کے پاس اکانومی کا ٹکٹ ہی کیوں نہ ہو!''۔ مَیں نے دیکھا کہ یہ بات کرتے ہوئے آپ کی آنکھیں پُرنم تھیں۔

۞ حضرت چوہدری صاحبؓ صحیح معنوں میں ایک عارف باللہ وجود تھے۔ عبادت آپ کی روح کی غذا تھی۔ اعلیٰ ترین سطحوں کے اجتماعات، میٹنگز ملاقاتوں میں کبھی آپ نے نماز قضا نہیں ہونے دی۔ دیکھنے اور جاننے والوں نے ہمیشہ آپ کو تہجد کا پابند پایا۔ آپ کا قیام لندن مشن کی تیسری منزل پر واقع ایک فلیٹ میں تھا۔ آپ ہر نماز کے لئے تشریف لاتے اور باوجود پیرانہ سالی اور کمزوری کے اتنی ساری سیڑھیاں چڑھتے اور اترتے۔ نماز جمعہ کے لئے اوّل وقت تشریف لاتے اور ہمیشہ پہلی صف میں تشریف فرما ہوتے۔

☆☆☆☆☆☆

۞ حضرت چودھری صاحبؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرمہ سلیمہ ناہید رفیق صاحبہ (اہلیہ محترم بشیر احمد رفیق خان صاحب) لکھتی ہیں کہ حضرت چوہدری صاحبؓ کو سالہا سال مَیں نے بہت قریب سے دیکھا اور مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتی ہوں کہ خلفاءِ احمدیت کے بعد مَیں نے ان کو بہت عظیم پایا ہے۔

۞ آپؓ کھانے کے معاملہ میں نہایت سادگی پسند تھے۔ دس سالوں میں ایک دفعہ بھی کھانے میں نقص نہیں نکالا۔ بس جو بھی کھانا ان کے آگے رکھ دیا، کھالیا۔ مَیں اکثر باصرار پوچھتی کہ اپنی من پسند کوئی چیز بتائیں تو اُن کا ایک ہی جواب ہوتا تھا کہ اس بات کا دھیان رکھ کر کہ مَیں ذیابیطس کا مریض ہوں، آپ جو بھی پکائیں گے مَیں شوق سے کھالیا کروں گا۔ دہی اور شہد آپ کو بہت پسند تھے۔ آئس کریم بھی شام کے کھانے میں پسند فرماتے تھے۔ غذا کی مقدار بہت تھوڑی تھی۔

۞ آپ عمر کے لحاظ سے میرے والد صاحب سے بھی زیادہ عمر کے تھے۔ اگر میرے خاوند مصروفیت کی وجہ سے کھانے کے وقت پر گھر نہ پہنچ سکتے تو حضرت چوہدری صاحبؓ مقررہ وقت پر ڈائننگ ٹیبل پر تشریف لاتے۔ مَیں کھانا پیش کرتی۔ آپ سارا وقت نظریں نیچی رکھتے۔ بات بھی کرتے تو نظر ہرگز اُوپر نہ اٹھاتے۔ یہی حال میری بچیوں کے ساتھ تھا۔ ان سے بعض اوقات گھنٹوں باتیں کرتے رہتے تھے لیکن مجال ہے جو دورانِ گفتگو نظر اُونچی کی ہو۔ مجھے عام طور پر ''خانم'' کے لفظ سے خطاب فرمایا کرتے تھے۔

۞ ٹیلی ویژن گھر میں رکھنا آپ کو پسند نہ تھا۔ بچوں کو بھی اس سے دُور رہنے کی تلقین فرماتے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ ٹیلی ویژن آنے سے لوگوں میں اعلیٰ ادبی ذوق ختم ہوتا جارہا ہے اور وقت ضائع ہوتا چلا جارہا ہے۔ ایک دفعہ میرے بیٹے نے عرض کیا کہ اگر ٹی وی کا استعمال صرف خبروں کیلئے ہو تو پھر بھی آپ کو اعتراض ہوگا؟ فرمانے لگے: مَیں تم سے زیادہ باخبر رہتا ہوں اور مجھے دنیا بھر کی خبریں اخبارات سے معلوم ہوجاتی ہیں۔ اخبار کو پڑھنے سے نہ صرف خبریں معلوم ہوتی ہیں بلکہ انگریزی زبان پر بھی قدرت پیدا ہوتی ہے۔

۞ اگرچہ حضرت چودھری صاحبؓ کو بوجہ ذیابیطس، وقت پر کھانا کھانے کی عادت تھی لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تشریف لاتے تو مجھے فرمایا کرتے کہ آپ ساری توجہ حضورؒ کے آرام پر دیں۔ میرے پاس بسکٹ وغیرہ ہیں۔ وقت پر کھانا نہ مل سکا تو بسکٹ کھالیا کروں گا۔ لیکن حضورؒ کو بھی حضرت چوہدری صاحبؓ کے آرام کا بیحد خیال رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضورؒ نے مجھے ہدایت فرمائی کہ اس بات پر سختی سے کاربند ہو کہ حضرت چوہدری صاحبؓ کو ہم سے پہلے کھانا بھجوایا جائے۔

نوٹ: اگر آپ بھی اپنی کسی پسندیدہ کتاب کا تعارف ''انصار ڈائجسٹ'' کی زینت بنانے کے خواہشمند ہیں تو براہ کرم درج ذیل فون نمبر پر رابطہ فرمائیں:
07947408144

قبرستان کی انتظامیہ سے کہا کہ اس قبر کو درست کرنے اور اس پر نیا کتبہ لگانے پر جو خرچ آئے گا وہ مَیں دوں گا۔

❁ حضرت چوہدری صاحبؓ کا دل غریبوں، مسکینوں، بیواؤں اور نادار طلباء کی امداد کیلئے ہر وقت بے چین رہتا تھا۔ ایک دفعہ جلنگھم میں ایک احمدی کی وفات ہوگئی۔ ہم دونوں وہاں گئے اور مرحوم کی بیوہ اور بچوں سے ملے۔ انہیں تسلی دی اور مرحوم کی تجہیز و تکفین کے مناسب انتظامات کرنے کے بعد واپس لندن روانہ ہوگئے۔ راستہ میں آپؓ نے فرمایا کہ کیا آپ نے بیوہ سے اس کے مالی حالات کے بارہ میں دریافت کیا ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہاں بیوگان کو گورنمنٹ کی طرف سے بیوگی الاؤنس اور بچوں کی نگہداشت کے لئے مناسب پنشن ملتی ہے۔ آپؓ نے فرمایا: ’’گورنمنٹ تو قواعد کے مطابق جو امداد کرسکے گی وہ ضرور کرے گی۔ لیکن مرحوم جماعت احمدیہ کے فرد تھے۔ تمہارا بحیثیت مبلغ سلسلہ یہ فرض بنتا ہے کہ تم بیوہ سے ان کے حالات دریافت کرو اور اگر گورنمنٹ کی امداد کے بعد بھی انہیں کسی مدد کی ضرورت ہو تو اس کا انتظام کرو۔‘‘ میں نے اگلے دن اس خاتون سے فون پر بات کی تو وہ رونے لگ پڑیں اور اپنے مالی حالات بتائے۔ مَیں نے یہ سارا ماجرا حضرت چوہدری صاحبؓ کی خدمت میں عرض کردیا۔ آپؓ نے فوراً اپنے قائم کردہ ٹرسٹ سے بیوہ کے لئے مناسب امداد کا انتظام کردیا۔

❁ نماز سے اپنی محبت کے حوالہ سے حضرت چوہدری صاحبؓ نے یہ واقعہ خود سنایا کہ ایک بار لندن آنے پر بادشاہ کی والدہ ملکہ میری (Mary) نے مجھے بطور شاہی مہمان قصر بیڈمنٹن (گلاسٹر شائر) میں دعوت دی۔ یہ ایک ہندوستانی کیلئے بہت بڑا اعزاز تھا۔ محل میں پہنچنے پر لارڈ کلاڈ ہملٹن نے مجھے ملکہ کی خدمت میں حاضری کے آداب پر لیکچر دیا اور یہ بھی کہا کہ ملکہ کی حاضری کے وقت اپنی گھڑی کو نہ دیکھوں، ایسا کرنا بے ادبی میں شامل ہے۔ جب ملکہ تشریف لائیں اور گفتگو شروع ہوئی تو یہ ملاقات خلاف معمول لمبی ہوگئی۔ دورانِ ملاقات مجھے خیال آیا کہ میری عصر کی نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہے یہ کہیں ضائع نہ ہوجائے۔ اس پریشانی میں مَیں نے ملکہ کی نظر بچا کر اپنی گھڑی کو دیکھا۔ ملکہ بے حد زیرک تھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تمہیں کسی اَور سے بھی ملنا ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ ملکہ معظّمہ کی ملاقات سے بڑھ کر اور کونسی ملاقات ہوسکتی ہے۔ لیکن میں نے گھڑی کو دیکھنے کی گستاخی اس لئے کی ہے کہ مجھے مالکِ کُل جہان کے دربار میں بھی حاضری دینی ہے اور عصر کی نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے۔ ملکہ نے فرمایا: ’’بے شک اپنے خالق کی عبادت اور اس کے احکامات کی تعمیل ہم سب پر فرض ہے‘‘۔ ملکہ معظّمہ فوراً اُٹھ کھڑی ہوئیں اور اپنی سیکرٹری کو ہدایت کی کہ ظفراللہ خان سے اس کی نمازوں کے اوقات دریافت کرکے مجھے اس کی اطلاع دو۔ نیز اگر میں کسی وقت ظفراللہ خان سے محوِ گفتگو ہوں اور ان کی نماز کا وقت ہوجائے تو مجھے بتا دیا جائے۔...... اس کے بعد جب بھی میں ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ بار بار پوچھتی تھیں کہ آپ کی نماز کا وقت تو نہیں ہوگیا۔

❁ حضرت چوہدری صاحبؓ کی انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس سے ریٹائرمنٹ کا قصہ بھی بہت ایمان افروز ہے۔ 1972ء میں آپؓ کا نام بطور جج دوبارہ انتخاب کیلئے بھجوایا گیا۔ آپ کو یقین تھا کہ آپ مزید 9 سال کے لئے منتخب ہو جائیں گے لیکن ایک رات آپؓ نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے کمال شفقت سے فرمایا: ظفراللہ! اب دنیا کے ان جھمیلوں کو چھوڑ کر بقیہ زندگی کلیۃً خدمت دین کیلئے وقف کردو۔ چنانچہ صبح اٹھ کر آپؓ نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنا نام واپس لے لیا اور فوراً لندن چلے آئے کہ مبادا دیگر جج صاحبان آپؓ کو اپنا فیصلہ واپس لینے پر مجبور کرنے کی کوشش نہ کریں۔ آپ چاہتے تو خواب کی تعبیر کسی اَور رنگ میں کرسکتے تھے۔ لیکن آپ نے کسی دنیوی عہدہ یا ذرائع آمدن کی پرواہ نہیں کی۔

❁ حضرت چوہدری صاحبؓ کو پاکستان سے بہت محبت تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ 1947ء میں تقسیم ملک کے وقت مَیں نے فیصلہ کرلیا کہ مَیں فیڈرل کورٹ آف انڈیا سے علیحدہ ہوجاؤں گا اور لاہور جاکر وکالت کے پیشہ سے منسلک ہوجاؤں گا۔ پنڈت نہرو صاحب نے مجھے ہندوستان میں رہنے کیلئے اعلیٰ عہدوں کی پیشکش کی لیکن مَیں آمادہ نہ ہوا۔ انہی دنوں نواب سر حمیداللہ خان والیٔ بھوپال دہلی تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے دعوت دی کہ کچھ عرصہ کے لئے بطور مشیر اُن کے پاس بھوپال آجاؤں۔ مَیں نے اس وجہ سے کہ نواب صاحب ہمیشہ میرے ساتھ بہت محبت وشفقت سے پیش آتے تھے، اُن کی پیشکش کو قبول کرلیا۔ بھوپال پہنچا تو کھانے کی میز پر نواب صاحب نے فرمایا: ظفراللہ خان! آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے کہ بھوپال میری مدد کیلئے تشریف لائے ہیں لیکن ہم نے آپس میں بات نہیں کی ہے کہ آپ کی خدمات کا معاوضہ کیا ہوگا؟ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں کسی معاوضہ کی لالچ میں آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ آپ سے تعلقِ اخوّت ومحبت کی وجہ سے میں نے آپ کی پیشکش کو قبول کیا ہے۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ آپ کی ماہوار تنخواہ چالیس ہزار روپے ہوگی۔ اس پر کوئی ٹیکس بھی نہیں ہوگا۔ نیز ہم نے آپ کی رہائش کے لئے اپنے محل کا ایک آرام دہ حصہ مخصوص کرلیا ہے۔ آپ اور آپ کی فیملی کا کھانا شاہی مطبخ (باورچی خانہ) میں بلامعاوضہ تیار ہوا کرے گا۔

پھر نواب صاحب نے چھ نہایت خوبصورت بڑی موٹریں معہ ڈرائیورز دیں۔ مَیں نے عرض کیا مجھے تو صرف ایک گاڑی کی ضرورت ہوگی۔ وہ فرمانے لگے ایک گاڑی سے تو دل اکتا جاتا ہے اس لئے یہ سب گاڑیاں آپ کے لئے ہیں۔ غرض نواب صاحب نے کمال حسن سلوک کیا اور میری کوئی ایسی ضرورت نہ تھی جس کا انہوں نے خیال نہ رکھا ہو۔

کچھ عرصہ بعد قائداعظم نے مجھے یاد فرمایا اور فرمانے لگے کہ تم اب بھوپال سے اپنا تعلق ختم کرکے فوراً پاکستان آجاؤ، ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے پاکستان کا وزیر خارجہ مقرر کردیا۔ تنخواہ چار ہزار روپے ماہوار ملنے لگی جس پر ٹیکس بھی دینا پڑتا تھا۔ شروع میں لمبے عرصہ تک کراچی کے ایک ہوٹل میں دو کمروں میں رہائش رہی۔ ایک موٹر ملی۔ باوجود ان نامساعد حالات کے، مَیں نے پاکستان کی خدمت کا عزم کیا اور اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی کہ مالی یا رہائشی پریشانی سے کیونکر نپٹا جائے گا۔

(یہ تھی چوہدری صاحب کی وطن سے محبت کی کیفیت!)۔

❁ سر خضرحیات خان صاحب ٹوانہ تقسیم ملک سے قبل متحدہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہ چکے تھے۔ ایک بار وہ لندن تشریف لائے اور پکاڈلی کے ایک ہوٹل میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت چوہدری صاحبؓ کا وہ بیحد احترام کرتے تھے۔ آپؓ اُن کو ملنے گئے۔ سر خضرحیات کے پرائیویٹ سیکرٹری نے استقبال کیا اور ہمیں اوپر کی منزل پر لے گئے۔ یہ ساری منزل سر خضرحیات صاحب کیلئے بُک کرائی گئی تھی۔ لفٹ پر بھی ان کے ملازم مامور تھے۔

آنحضرت ﷺ کی سوانح پر آپ نے انگریزی میں "Seal of The Prophets" کے نام سے ایک معرکۃ الآراء کتاب لکھی جو ایک مشہور اشاعتی ادارہ نے شائع کی۔ یہ کتاب بھی بے حد مقبول ہوئی۔

❁ مشہور مستشرق کینتھ کریگ اسلام پر ایک درجن سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔ ایک دن اُن کی کتاب "Event of The Quran" حضرت چوہدری صاحبؓ کے ہاتھ میں تھی اور آپؓ کی آنکھیں پُرنم تھیں۔ فرمایا کہ اس شخص نے باوجود عیسائی اور معاند اسلام ہونے کے اس کتاب میں قرآن کریم کو جو خراج عقیدت پیش کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کا جس پیارے انداز میں ذکر کیا ہے اسے پڑھ کر میں اپنی طبیعت پر قابو نہ پا سکا۔ آنحضور ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا یہ کمال ہے کہ دوست تو دوست بیگانے بھی آپ کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ پھر فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو مسٹر کریگ سے میری ملاقات کا انتظام کرو۔ چنانچہ خاکسار نے اُن کو کھانے پر مدعو کیا۔ حضرت چوہدری صاحبؓ نے دوران گفتگو اُن سے پوچھا کہ انہوں نے باوجود عیسائی ہونے کے آنحضرت ﷺ کو گلہائے عقیدت پیش کئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ مسٹر کریگ نے عرض کیا کہ میں محمدؐ کو ایک سچا اور پاک انسان سمجھتا ہوں اور یہ یقین رکھتا ہوں کہ انہوں نے دنیا کی اصلاح کیلئے عظیم کام کیا ہے۔ اگرچہ عقیدۃً مجھے اُنکی بعض تعلیمات سے اختلاف ہے لیکن میں اُن کی بڑائی کا دل سے قائل ہوں۔

❁ ایک مرتبہ لندن مشن میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کی صدارت کے لئے مشہور مستشرق منٹگمری واٹ کو دعوت دی گئی اور وہ ایڈنبرا سے خاص اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے لندن تشریف لائے۔ حضرت چوہدری صاحبؓ نے منٹگمری واٹ سے کہا کہ آپ کی کتاب ''محمد ایٹ مکہ'' پڑھ کر مجھے افسوس ہوا کہ آپ نے حضور ﷺ کی ذات پر ناروا اور غلط اعتراضات کئے تھے اور مَیں نے یہ عہد کیا کہ آئندہ آپ کی کوئی کتاب نہیں پڑھوں گا کیونکہ آپ کا انداز دیانتدارانہ نہیں تھا۔ لیکن جب ایک دوست کے اصرار پر مَیں نے آپ کی کتاب ''محمد ایٹ مدینہ'' پڑھی تو مَیں نے محسوس کیا کہ آپ کا انداز وہاں مؤدبانہ تھا اور اپنی ناسمجھی کے نتیجہ میں جو غلط باتیں لکھی ہیں وہ اس لئے نظرانداز کرنے کے قابل ہیں کہ آپ کا مطالعہ آنحضور ﷺ کے اُسوہ کے بارے میں اتنا وسیع نہیں جتنا ایک مسلمان عالم کا ہوسکتا ہے۔ مسٹر واٹ نے کہا کہ آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔ پہلے میری معلومات کا دائرہ اتنا وسیع نہ تھا جتنا بعد میں ہوا۔ اس لئے دونوں کتب میں یہ نمایاں فرق نظر آتا ہے۔

❁ نمازوں کی ادائیگی اور نماز تہجد میں التزام آپؓ کے خاص وصف تھے۔ جب بھی ہم سفر پر جاتے اور کہیں قیام ہوتا تو شام کو کھانے کے بعد بیڈروم میں جانے سے قبل آپ عموماً یہ پوچھا کرتے تھے کہ فجر کی نماز کا کیا وقت ہوگا اور نماز میرے کمرہ میں آکر پڑھیں گے یا مَیں آپ کے کمرہ میں آجاؤں؟

❁ ایک دفعہ ایک نوجوان نے دوران گفتگو کہا کہ فجر کی نماز یورپ میں اپنے وقت پر ادا کرنی بہت مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ مجھے اپنی مثال پیش کرتے ہوئے سخت حجاب ہوتا ہے لیکن آپ کی تربیت کیلئے یہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قریباً نصف صدی کا زمانہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر میں نے کبھی نماز تہجد بھی قضا نہیں کی۔ یہی حال پانچ نمازوں کا ہے۔

❁ حضرت چوہدری صاحبؓ سے ایک دفعہ ماریشس کی ایک خاتون ملنے آئیں اور یہ دیکھ کر کہ آپؓ اکیلے زندگی بسر کر رہے ہیں، خط کے ذریعہ آپ کی خدمت کے جذبہ کے پیش نظر آپ سے شادی کی پیشکش کی۔ آپؓ نے اس خاتون کو جوابی مکتوب میں لکھوایا: ''آپ کی تجویز میرے لئے باعث عزّت وشرف ہے۔ لیکن میری بہت سی کمزوریاں اسے قبول کرنے میں مانع ہیں۔

گزشتہ دس برسوں میں میری زندگی نے ایسا رُخ اختیار کیا ہے جسے بدلنا باوجود خواہش کے میرے لئے ممکن نہیں کیونکہ یہ رُخ میں نے خود ہی اختیار کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اپنی اس زندگی سے کاملاً مطمئن اور خوش ہوں۔ چند باتیں قابل غور ہیں: پہلی یہ کہ میرے پاس کوئی زائد وقت نہیں۔ مَیں صبح چار بجے اُٹھتا ہوں۔ سوا چھ بجے کے قریب اپنے گھر سے سوا دو میل کی چہل قدمی کرتا ہوا Peace Palace میں واقع اپنے چیمبر میں پہنچ جاتا ہوں۔ ساڑھے چھ بجے شام اپنے گھر واپس آتا ہوں اور کھانے و نمازوں سے فراغت کے بعد نو بجے شب سونے کیلئے تیار ہو جاتا ہوں۔ اپنے احباب اور ملاقاتیوں سے بھی اپنے چیمبر میں ہی ملتا ہوں جیسا کہ آپ سے ملاقات کا موقع بھی وہیں ملا۔ زندگی کے اس تسلسل سے میں شاذ ہی اِدھر اُدھر ہوتا ہوں اور وہ بھی کسی انتہائی مجبوری کے پیش نظر۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں اپنے ذاتی اخراجات کیلئے اس سے زیادہ علیحدہ نہیں کرتا جس سے بمشکل میری ضروریات پوری ہوسکیں۔ بقیہ آمد رفاہِ عامہ کے ایسے کاموں کیلئے وقف ہے جو مَیں نے اپنے اوپر واجب کر رکھے ہیں۔ اس رقم میں سے مَیں اپنی کسی ضرورت کیلئے کچھ نہیں لیتا۔

تیسری بات یہ کہ جہاں تک ذاتی محبت اور پیار کا تعلق ہے یہ مجھے بفضلہٖ تعالیٰ اپنی بیٹی اور نواسے نواسیوں سے مل جاتا ہے۔ مجھے اُن سے اور اُنہیں مجھ سے دِلی محبت ہے۔ وہ میرے لئے حقیقی اور دائمی مسرت وانبساط کا باعث ہیں۔

چوتھی یہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وفادار، مخلص اور پیار کرنے والے احباب کا ایک وسیع حلقہ میسر ہے جو مجھ سے بے لوث محبت کرتے ہیں۔ میری کمزوریوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں اور بوقت ضرورت میری رہنمائی کیلئے مجھے تنبیہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ بھلا 78 برس کی عمر میں مجھے اَور کیا چاہئے؟ کیا مناسب ہوگا کہ میں اپنی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ کرلوں؟ اگر مَیں نے ایسا کیا تو میں مسلسل بدمزگی کا شکار ہو جاؤں گا۔ میرے خیال میں مجھے اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضلوں اور بیشمار رحمتوں کا شکرگزار ہونا چاہئے اور کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہئے جس سے یہ اندازہ ہو کہ گویا کسی چیز کی کمی تھی، جسے پورا کیا گیا ہے۔''

❁ حضرت چوہدری صاحبؓ اپنے محسنوں کو تو یاد رکھتے ہی تھے، اُن کے بچوں سے بھی محبت کا سلوک فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ہم بروک وُڈ کے قبرستان میں گئے۔ یہاں حضرت میر عبدالسلام صاحبؓ بھی دفن ہیں جو سیالکوٹ کے پہلے امیر جماعت مقرر ہوئے تھے۔ یہ انگلستان میں دفن ہونے والے واحد صحابی ہیں۔ احمدیوں کی قبروں پر دعا سے فارغ ہونے کے بعد حضرت چوہدری صاحبؓ نے فرمایا کہ اسی قبرستان میں سر فضل حسین کے بیٹے کی بھی قبر ہے جو دورانِ تعلیم انگلستان میں فوت ہوئے تھے۔ چنانچہ ہم نے اُن کی قبر تلاش کی۔ دیکھا تو قبر کا کتبہ نہایت خستہ حالت میں تھا اور قبر کی حالت بھی خراب تھی۔ آپؓ نے فرمایا: سر فضل حسین صاحب میرے محسن تھے۔ وہ مجھ سے بے حد پیار اور محبت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ پھر آپؓ نے

حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ

دوسری اور آخری قسط

مرتّبہ: ناصر محمود پاشا

حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی سیرت پر مشتمل محترم بشیر احمد رفیق خان صاحب (سابق امیر و مبلغ انچارج برطانیہ) کی مرتّبہ کتاب پر تبصرہ اور کتاب میں شامل چند مضامین کا انتخاب گزشتہ شمارہ میں پیش کیا گیا تھا۔ ذیل میں اس انتخاب کی دوسری اور آخری قسط ہدیۂ قارئین کی جارہی ہے:

❁ 1974ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف طوفان اٹھایا گیا تو ایک پاکستانی روزنامہ کے نمائندہ نے لندن میں حضرت چودھری صاحبؓ سے انٹرویو میں پوچھا کہ اب تو پاکستان میں جماعت احمدیہ کی تبلیغ و اشاعت پر قانوناً پابندی لاگو کر دی جائے گی اور تبلیغ بند ہو جانے کے بعد جماعت کی وسعت پذیری کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ بات کہہ کر اس نے حضرت چوہدری صاحبؓ کا عندیہ معلوم کرنا چاہا۔ آپؓ نے فرمایا کہ احمدیت کی ترقی و اشاعت بہرحال جاری رہے گی۔ نمائندہ نے کہا کہ جب آپ عوام سے تبلیغی رابطہ ہی قائم نہیں کرسکیں گے تو عوام آپ کی جماعت میں کیسے شامل ہوں گے۔ آپؓ نے فرمایا: ''جو تحریکات اللہ تعالیٰ خود پیدا کرتا ہے، ان کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیتا ہے۔ اگر ہماری تبلیغ کو کلیۃً روک بھی دیا گیا تب بھی اللہ تعالیٰ رؤیائے صادقہ کے ذریعہ لوگوں کو مسیح و مہدی کے آنے کی اطلاع دے گا۔ خود میری والدہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک رؤیا کے ذریعہ قبول کیا تھا۔ اُنہیں کسی نے کوئی تبلیغ نہیں کی تھی۔ جماعت احمدیہ میں ہزاروں ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں خوابوں کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے کی ہدایت ملی۔ احمدیت خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ یہ پھلے گا اور پھولے گا اور ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔ انشاءاللہ''۔

❁ حضرت چوہدری صاحبؓ مرحوم و مغفور کو اپنے والدین سے بے حد محبت تھی۔ خصوصاً اپنی والدہ صاحبہ مرحومہ سے تو عشق کی کیفیت تھی۔ 1976ء میں خاکسار کو آپؓ کی معیت میں قادیان جانے کا موقعہ ملا۔ وہاں ایک دن آپؓ مجھے اپنی کوٹھی ''بیت الظفر'' دکھانے لے گئے۔ وہاں حکومت کے دو وزیر بھی موجود تھے۔ آپؓ ہر کمرہ کے بارہ میں تفصیل سے بتاتے۔ ایک جگہ ٹھہر گئے اور آپؓ پر رقّت کی کیفیت طاری ہوگئی، آواز بھی بھرّا گئی۔ چند منٹ بعد رقّت آمیز لہجہ میں فرمایا: ''اس جگہ میری والدہ صاحبہ کو آخری غسل دیا گیا تھا''۔ اور پھر اپنی والدہ صاحبہ مرحومہ کی یادوں میں کھو گئے اور ان کے چند ایمان افروز واقعات سنائے۔ پھر جب آپ بہشتی مقبرہ قادیان میں اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر دعا کے لئے کھڑے ہوئے۔ اُس وقت آپ کی حالت اس قدر غیر تھی کہ یوں لگتا تھا گویا آپ کسی اَور جہان میں ہیں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی اور سینہ یوں شدّتِ غم سے اُبل رہا تھا جیسے ہانڈی چولہے پر اُبل رہی ہو۔ دیر تک آپؓ کی یہ کیفیت رہی۔ پھر فرمایا: میں اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر ایسے وقت میں جانا چاہتا ہوں جب مَیں اکیلا ہوں۔ چنانچہ اگلے روز بہت ہی منہ اندھیرے آپؓ ان کی قبر پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔

❁ حضرت چودھری صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی اپنے والد صاحب کے حکم کی سرتابی نہیں کی۔ ایک دن والد صاحب نے مجھے ڈانٹا کہ تم سکول کیوں نہیں گئے اور حکم دیا کہ ابھی بستہ اٹھاؤ اور سکول جاؤ۔ میں فوراً تعمیلِ حکم میں سکول چل دیا حالانکہ سکول بند تھا۔ سکول سے واپس آیا تو والد صاحب کے دریافت کرنے پر مَیں نے عرض کیا کہ آج سکول میں تعطیل ہے۔

❁ ریٹائرمنٹ کے بعد آپؓ کھانے پر میرے ہاں تشریف لاتے تو اگرچہ آپؓ کو بلڈنگ سے باہر نہیں جانا پڑتا تھا لیکن آپؓ پورا لباس زیب تن کئے بغیر کھانے کی میز پر تشریف نہیں لاتے تھے۔ مَیں عرض کرتا کہ آپ کیوں پورے لباس کا تکلّف کرتے ہیں۔ تو فرماتے کہ مَیں نے زندگی کا ایک اصول مقرر کر رکھا ہے کہ صبح اٹھ کر پورا لباس پہن کر ہی کام کرنا ہے۔ خواہ کہیں باہر جانا ہو یا نہ جانا ہو۔ اس سے طبیعت میں کام کی رغبت بھی پیدا ہوتی ہے اور چستی بھی آجاتی ہے۔

❁ ایک مرتبہ میرے داماد کی قمیص کے بٹن کھلے دیکھ کر حضرت چوہدری صاحبؓ نے فرمایا: ''قمیص کے بٹن بند کرلو۔ علاوہ اس کے کہ بٹن کھلے رکھنا مناسب نہیں، بٹن ہوتے ہی اس لئے ہیں کہ بند رکھے جائیں''۔

فرمایا کرتے تھے کہ لباس ایسا ہونا چاہئے جو ستر پوشی کے علاوہ ملک کے شرفاء کا لباس ہو۔

❁ آپؓ تربیت اس رنگ میں فرماتے تھے کہ کسی کی طبیعت پر بوجھ نہ ہو۔ ایک نوجوان نے آپؓ کی چند تصاویر بنانے کی اجازت چاہی۔ ساتھ ہی اس نے اپنے کیمرہ کی تعریفیں شروع کردیں اور بتایا کہ اس نے وہ کیمرہ دوصد پونڈ میں خریدا ہے۔ یہ سن کر حضرت چوہدری صاحبؓ کو بہت صدمہ ہوا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میاں! اتنی بڑی رقم سے تم کئی ایسے کام کرسکتے تھے جن سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہوتا اور تمہیں بھی دلی تسکین ملتی۔ تم چندہ دیتے تو سلسلہ کی خدمت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے اموال میں برکت ڈالتا۔ کسی غریب کی مدد کرتے تو اللہ تعالیٰ کی رضا تمہیں نصیب ہوتی۔ کیمرہ خرید کر تم نے یہ رقم ضائع کردی ہے۔ تمہاری حیثیت کے مطابق اتنی بڑی رقم فضول خرچی کے دائرہ میں آتی ہے۔ ہاں چندے ادا کرنے اور غرباء کی خدمت کرنے کے بعد کچھ رقم بچ جاتی اور تم سستا سا کیمرہ خرید لیتے اور یہ بھی شوق پورا کرلیتے تو ہم خرما و ہم ثواب والی بات ہوجاتی۔

❁ ایک نوجوان کو اس کی ہیئت کذائی پر نصیحت فرمائی کہ اپنے بالوں کو سنوار کر ٹھیک رکھا کرو۔ مغرب کی تقلید میں لمبے بال رکھنا احمدی نوجوان کے شایانِ شان نہیں۔ اُس نوجوان نے جواب دیا کہ یورپ میں رہ کر یورپین معاشرہ کی تقلید نہ کرنا ممکن نہیں۔ آپؓ فرمانے لگے: میاں! تمہارے باپ کی پیدائش سے بھی قبل مَیں یورپ آیا تھا اور تقریباً آدھی صدی ان ممالک میں رہنے کا موقع ملا ہے۔ مَیں نے تو کبھی یورپین معاشرہ کے بدصورت حصہ کو نہیں اپنایا۔

❁ آنحضرت ﷺ سے آپؓ کو بے حد عشق تھا۔ ہزاروں حدیثیں ازبر یاد تھیں۔ آپؓ نے شمائل ترمذی کا انگریزی ترجمہ کیا جو "Prophet At Home" کے نام سے شائع ہوا۔ آپؓ نے قریباً دو ہزار احادیث کا ترجمہ بھی کیا جو "The Wisdom Of the Holy Prophet" کے نام سے شائع ہوا۔

مذہبِ حق اور توحید

اس زمانہ میں مذہب کے نام سے بڑی نفرت ظاہر کی جاتی ہے اور مذہب حقہ کی طرف آنا تو گویا موت کے منہ میں جانا ہے۔ مذہبِ حق وہ ہے جس پر باطنی شریعت بھی شہادت دے اُٹھے۔ مثلاً ہم اسلام کے اصولِ توحید کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی حقّانی تعلیم ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں توحید کی تعلیم ہے اور نظّارہ قدرت بھی اس پر شہادت دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو متفرق پیدا کر کے وحدت ہی کی طرف کھینچا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وحدت ہی منظور تھی۔ پانی کا ایک قطرہ اگر چھوڑیں تو وہ گول ہوگا۔ چاند، سورج سب اجرام فلکی گول ہیں اور کرویّت وحدت کو چاہتی ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 219۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تعارف کتاب

(تبصرہ: عبادہ عبداللطیف)

عمرہ کی دعائیں اور مقامات مقدّسہ

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حج اور عمرہ پے در پے کیا کرو کیونکہ یہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو اس طرح دُور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی سے میل کو دُور کر دیتی ہے۔ (ترمذی)

حج بیت اللہ اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کی تڑپ ہر مسلمان کے دل میں موجزن ہوتی ہے۔ ہر سال کروڑوں افراد اس سعادت کو حاصل کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد بھی ہر سال اس سعادت سے بہرہ مند ہوتی ہے۔ ارضِ حجاز کے لئے رختِ سفر باندھنے والوں کے دلی جذبات کا اظہار اُن کے ظاہری لباس کے علاوہ اُن پاکیزہ کلمات سے بھی ہوتا ہے جو وہ مختلف مواقع پر اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ اُن کلمات طیبہ اور دعاؤں سے متعلق بہت سی کتب دستیاب ہیں تاہم برادرم سیّد حسن خان صاحب کی درج بالا موضوع پر ایک کتاب اس حوالہ سے نہایت عمدہ اضافہ ہے۔

A6 سائز کے 60 سے زائد صفحات پر مشتمل یہ کتاب جیب میں با آسانی رکھی جاسکتی ہے۔ سرورق رنگین سادہ مگر دیدہ زیب ہے۔ تحریر (ٹائپنگ) صاف اور قدرے بڑی ہے اور آسانی سے پڑھی جاسکتی ہے۔ پرنٹنگ بھی عمدہ ہے۔ تاہم ظاہری طور پر خوبیوں سے آراستہ ہونے کے علاوہ اس کتاب میں تقریباً ایسے تمام امور بیان کر دیئے گئے ہیں جن کی ضرورت کسی ایسے شخص کو ہوسکتی ہے جو عمرہ یا حج کی ادائیگی کا خواہشمند ہے اور مقامات مقدّسہ کی زیارت کا شوق رکھتا ہے۔ اس اہم عبادت کے دوران مختلف مواقع پر (مثلاً طواف یا سعی وغیرہ کے وقت) پڑھی جانے والی قریباً تمام دعائیں درج کر دی گئی ہیں اور طریقہ کار بھی درج ہے۔

اس کتاب کا ہدیہ معمولی ہے اور یہ لندن میں احمدیہ بک سٹال کے علاوہ بعض ٹریول ایجنٹس اور دیگر اداروں سے بھی دستیاب ہے۔

تعلیمی پرچہ 3 میں 80% نمبر حاصل کرنے والے انصار

مجلس Mosque: مکرم عبدالوحید صاحب۔ مکرم محمود احمد صاحب۔ مکرم بشیر احمد صاحب۔ مکرم نعیم احمد رضا صاحب۔ مکرم محمد طارق صفدر صاحب۔ مکرم طاہر احمد صاحب۔ مکرم نصیر احمد صاحب۔ مکرم محمد افضل صاحب۔ مکرم عرفان شہزاد صاحب۔ مکرم عبدالسمیع صاحب۔ مکرم شکیل احمد صاحب۔ مکرم مسرور احمد صاحب۔ مکرم عبدالقادر صاحب۔ مکرم نصیر باجوہ صاحب۔ مکرم منصور ابرار صاحب۔ مکرم عمر رسول صاحب۔ مکرم رانا وسیم صاحب۔ مکرم طارق محمود صاحب۔ مکرم بشیر احمد صاحب۔

مجلس Purley: مکرم عبدالکریم صاحب۔ مکرم سید کریم احمد صاحب۔ مکرم طاہر ملک صاحب۔ مکرم خالد یوسف صاحب۔ مکرم منیر احمد صاحب۔ مکرم محمد نذر کھوکھر صاحب۔ مکرم امین احمد صاحب۔ مکرم انعام اللہ صاحب۔ مکرم ڈاکٹر عبدالکریم صاحب۔ مکرم خلیل یوسف صاحب۔ مکرم سید کلیم احمد صاحب۔ مکرم محمد احمد صاحب۔ مکرم محمد ارشد صاحب۔

مجلس Upper Mitchem: مکرم رانا احمد علی صاحب۔ مکرم رانا شہباز صاحب۔ مکرم مقبول احمد صاحب۔ مکرم صلاح الدین صاحب۔ مکرم ملک افتخار احمد صاحب۔ مکرم محمد نعیم احمد صاحب۔ مکرم میاں رفیق احمد صاحب۔ مکرم محمد ظفر اللہ احمدی صاحب۔ مکرم شفقت علی رانا صاحب۔ مکرم رانا عطاء اللہ صاحب۔ مکرم محمد احمد سعید صاحب۔ مکرم عطاء اللہ صاحب۔ مکرم چوہدری غلام احمد صاحب۔ مکرم عبدالوحید صاحب۔ مکرم نصیر اللہ رازی صاحب۔ مکرم مبارک احمد صاحب۔ مکرم محمود احمد صاحب۔ مکرم نعیم احمد صاحب۔ مکرم منظور احمد صاحب۔ مکرم لطیف احمد صاحب۔ مکرم امجد شہزاد صاحب۔ مکرم پرویز احمد صاحب۔ مکرم مبارک احمد قادیانی صاحب۔

مجلس South Side: مکرم سلطان احمد صاحب۔ مکرم افضل احمد صاحب۔ مکرم عبدالمالک صاحب۔ مکرم عرفان احمد صاحب۔ مکرم بشیر احمد صاحب۔ مکرم شمیم احمد صاحب۔ مکرم نعیم احمد گوندل صاحب۔ مکرم شیخ اظہار احمد صاحب۔ مکرم چوہدری طاہر احمد صاحب۔ مکرم عبدالقیوم صاحب۔ مکرم شیخ منور احمد صاحب۔ مکرم مبشر احمد صاحب۔ مکرم رشید احمد صاحب۔ مکرم آصف احمد صاحب۔ مکرم یعقوب احمد صاحب۔ مکرم بشیر احمد سندھو صاحب۔ مکرم خاور احمد صاحب۔ مکرم مرزا اعجاز احمد صاحب۔ مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب۔ مکرم شہباز احمد صاحب۔ مکرم طیب احمد صاحب۔ مکرم حنیف محمد صاحب۔ مکرم منور احمد صاحب۔ مکرم زاہد انور صاحب۔ مکرم عبدالشکور خاں صاحب۔

مجلس Balham: مکرم حبیب الرحمٰن غوری صاحب۔ مکرم رشید احمد صاحب۔ مکرم حمید باجوہ صاحب۔ مکرم نصیر عابد صاحب۔ مکرم نصر اللہ چوہدری صاحب۔ مکرم مشہود اسلم صاحب۔ مکرم خواجہ ماجد صاحب۔ مکرم شاہد محبوب صاحب۔ مکرم شفیق احمد صاحب۔ مکرم پروفیسر محمد نواز صاحب۔ مکرم ذوالقرنین صاحب۔ مکرم نسیم الدین صاحب۔ مکرم فاتح دین صاحب۔ مکرم رزاق شیخ صاحب۔ مکرم نعیم علوی صاحب۔ مکرم عطاء القادر صاحب۔

مجلس Thornton heath: مکرم شکیل احمد صاحب۔ مکرم عرفان احمد صاحب۔ مکرم سجاد اکبر صاحب۔ مکرم قاضی رشید صاحب۔

مجلس Barking and Dagenham: مکرم اعجاز احمد صاحب۔ مکرم راجہ شاہد صاحب۔ مکرم راجہ غالب صاحب۔ مکرم حنیف احمد صاحب۔ مکرم عامر عظیم صاحب۔ مکرم صباح الدین صاحب۔ مکرم طاہر ممتاز صاحب۔ مکرم چوہدری نبی احمد صاحب۔ مکرم شاہد احمد صاحب۔ مکرم زاہد احمد عابد صاحب۔ مکرم عرفان احمد گورایہ صاحب۔

مجلس Mitchem: مکرم عبدالروف صاحب۔ مکرم مظفر منصور صاحب۔ مکرم ظفر احمد صاحب۔ مکرم فرید بٹ صاحب۔ مکرم ناظم رسول بٹ صاحب۔ مکرم ملک ناصر احمد صاحب۔ مکرم حافظ فرقان صاحب۔ مکرم عبدالباسط قریشی صاحب۔ مکرم جمیل احمد صاحب۔ مکرم عزیز اللہ خاں صاحب۔ مکرم نصر اللہ ناصر صاحب۔

آپ کو مقابلہ کی دعوت دی۔ حضرت مسیح موعود نے پیر صاحب کو سورۃ فاتحہ کی عربی تفسیر لکھنے کی دعوت دی اور اس کی معیاد 15 دسمبر 1900ء سے 25 فروری 1901ء تک مقرر فرمائی۔ آپ نے پیر صاحب کو یہ اجازت بھی دی کہ وہ اس تفسیر میں دنیا کے علماء سے مدد لے لیں۔ عرب کے بلغاء فصحا بلالیں لاہور اور دیگر بلاد کے عربی دان پروفیسروں کو بھی مدد کے لئے طلب کر لیں۔ اگر بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد عرب کے تین نامی ادیب ان کی تفسیر کو جامع لوازم بلاغت و فصاحت قرار دیں اور معارف سے پُر خیال کریں تو پانسو روپیہ ان کو انعام دوں گا اور اپنی تمام کتابیں جلادوں گا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا۔

اس اعلان کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مدّتِ معینہ کے اندر 23 فروری 1901ء کو اعجاز المسیح کے نام سے فصیح و بلیغ عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کر دی جو حضور علیہ السلام کا ایک عظیم الشان نشان اور بے مثال علمی معجزہ ہے۔

آپ نے اس کتاب کے سرورق پر بطور تحدّی فرمایا۔ یہ ایک لاجواب کتاب ہے جو شخص بھی غصّہ میں آ کر اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے تیار ہوگا وہ نادم ہوگا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوگا۔ چنانچہ اس عظیم الشان پیش گوئی کے مطابق نہ پیر صاحب کو اور نہ ان کے علاوہ عرب و عجم کے کسی بڑے سے بڑے عالم و فاضل کو اس کتاب کا فصیح عربی میں جواب دینے کی جرأت ہو سکی۔ اور پیر صاحب نے اپنی خاموشی سے اعتراف کرتے ہوئے اپنے جاہل اور کاذب ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

قصیدہ اعجازیہ

حضرت مسیح موعودؑ نے جب قرآن کریم کی تفسیر پر مشتمل بعض عربی کتب تصنیف فرمائیں تو مخالفین نے ان کی قدر و منزلت کم کرنے کے لئے اَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ۔ (الفرقان:5) کا الزام لگایا۔ اس الزام سے آپ کی بریّت ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک تقریب پیدا کی۔ چنانچہ مدّ ضلع امرتسر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمائندہ حضرت مولوی محمد سرور شاہ اور اہلِ حدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری کے درمیان 29 اور 30 اکتوبر 1902ء کو ایک مناظرہ منعقد ہوا۔ حضرت مسیح موعود نے پانچ دن کے مختصر عرصہ میں 1533 اشعار پر مشتمل ایک طویل قصیدہ مع ترجمہ رقم فرمایا جس میں مباحثہ مدّ کے حالات تفصیلاً درج تھے اور اس کے بارہ میں یہ کہنا ناممکن تھا کہ اسے پہلے سے لکھوا یا گیا ہے۔ حضور نے اس مترجم قصیدہ کو دس دن کے اندر چھپوا کر مولوی ثناء اللہ امرتسری اور بعض دوسرے علماء کو بھجوایا اور معاوضہ کے لئے دس ہزار روپے کے انعامی چیلنج کے ساتھ یہ بھی تحریر فرمایا: '' پھر اگر بیس دن میں جو دسمبر 1902ء کی دسویں کے دن شام تک ختم ہو جائے گی انہوں نے اِس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا تو یوں سمجھو کہ میں نیست و نابود ہو گیا اور میرا سلسلہ باطل ہو گیا۔ اِس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہئے کہ مجھے چھوڑ دیں اور قطع تعلق کریں''۔

پھر آپ نے پورے یقین اور تحدّی کے ساتھ فرمایا:

'' دیکھو! مَیں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اِس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔ اگر میں صادق ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہ ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں اور اردو مضمون کا ردّ لکھ سکیں کیونکہ خدا تعالیٰ ان کی قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا''۔

چنانچہ یہ معیاد گزر گئی اور آج تک علماء سے نہ انفرادی طور پر اور نہ ہی اجتماعی طور پر اس کا جواب لکھا جا سکا اور آج بھی یہ چیلنج قائم ہے۔

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کی روانی کی مثال ایسی ہے جیسے پہاڑوں پر برسا ہوا پانی بہتا ہے۔ بظاہر اس کا کوئی رُخ معلوم نہیں ہوتا مگر وہ خود اپنا رُخ بناتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں الٰہی جلال ہے اور وہ تصنع سے بالا ہیں۔ جس طرح پہاڑوں کے قدرتی مناظر ان تصویروں سے کہیں زیادہ دلفریب ہوتے ہیں جو انسان سالہا سال کی محنت سے تیار کر کے میوزیم میں رکھتا ہے...... اسی طرح حضرت مسیح موعود کی عبارت بھی سب سے فائق ہے۔'' (خطباتِ محمود جلد 13)

مزید فرماتے ہیں:

'' حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کے اندر اس قدر روانی، زور اور سلاست پائی جاتی ہے کہ باوجود سادہ الفاظ کے باوجود اس کے کہ وہ ایسے مضامین پر مشتمل ہے جن سے عام طور پر دنیا ناواقف نہیں ہوتی اور باوجود اس کے کہ انبیاء کا کام مبالغہ، جھوٹ اور نمائشی آرائش سے خالی ہوتا ہے اس کے اندر ایک ایسا جذب اور ایسی کشش پائی جاتی ہے کہ جوں جوں انسان اسے پڑھتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ سے بجلی کی تاریں نکل نکل کر جسم کے گرد لپٹتی جا رہی ہیں اور جس طرح جب ایک زمیندار گھاس والی زمین پر ہل چلانے کے بعد سہاگہ پھیرتا ہے تو سہاگہ کے گرد گھاس لپٹتا جاتا ہے اسی طرح معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود کی تحریر انسانوں کے قلوب کو اپنے ساتھ لپیٹتی جا رہی ہے''۔ (خطباتِ محمود جلد 13)

◎

بقیہ از صفحہ 8: **تعلق باللہ کے ایمان افروز واقعات**

کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچا ئیگی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرینگے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے۔ اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔'' (رسالہ الوصیت صفحہ 9,8 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309,308)

کے لئے پارسیوں نے اپنی جگہ اور عبرانی دانوں نے اپنی جگہ اور آریہ قوم نے اپنی جگہ دعوے کئے کہ انہی کی وہ زبان ہے وہ عربی مبین ہے اور دوسرے تمام دعوے دار غلطی اور خطا پر ہیں''۔ (منن الرحمٰن صفحہ 188)

آپ لکھتے ہیں سو خدا نے مبین کے لفظ کو عربی کے لئے ایک خاص صفت ٹھہرایا اور اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ یہ لفظ بیان کا عربی کے صفاتِ خاصہ میں سے ہے اور کوئی دوسری زبان اس صفت میں اس کی شریک نہیں جیسا کہ فکر کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور بیان کے لفظ کے ساتھ اس زبان کی بلاغت کی طرف اشارہ کیا اور نیز اس بات کی طرف اشارہ کہ یہ زبان کامل اور ہر یک امر احتیاج پر محیط ہے۔

پھر اپنی تحقیق اور عربی زبان کے مقابل پر دوسری زبانوں کا ناقص ہونا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ہم نے زبان عربی کی فضیلت اور کمال اور فوق الالسنہ ہونے کے دلائل اپنی کتاب میں مبسوط طور پر لکھ دیئے ہیں جو بتفصیل ذیل ہیں:

(۱) عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے۔

(۲) عربی اعلیٰ درجہ کی وجوہِ تسمیہ پر مشتمل ہے جو فوق العادت ہے۔

(۳) عربی کا سلسلہ اطراد اور مواد اتم اور اکمل ہے۔

(۴) عربی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں۔

(۵) عربی زبان انسانی ضمائر کا پورا نقشہ کھینچنے کے لئے پوری پوری طاقت اپنے اندر رکھتی ہے۔

پھر یہ بھی تو معجزہ ہے کہ آپ نے اپنی اس بات کو ثابت کرنے کے بعد دوسروں کو چیلنج بھی کیا۔

فرماتے ہیں: ''اب ہر ایک کو اختیار ہے کہ ہماری کتاب کے چھپنے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کمالات سنسکرت یا کسی اور زبان میں ثابت کرے ......ہم نے اس کتاب کے ساتھ پانچ ہزار روپے کا انعامی اشتہار شائع کر دیا ہے جو فتح یابی کی حالت میں بغیر حرج کے وہ روپیہ ان کو وصول ہو جائے گا۔''

اس تحقیق سے کہ عربی زبان امّ الالسنہ ہے آپ نے اسلام کی عالمگیر فتح کی بنیاد رکھ دی۔ کیونکہ عربی زبان کے ام الالسنہ اور الہامی زبان ثابت ہونے سے یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ تمام کتابوں میں سے جو مختلف زبانوں میں مخصوص قوموں کی اصلاح کے لئے انبیاء پر نازل ہوئیں، اعلیٰ اور ارفع، اتم اور اکمل اور خاتم الکتب اور اُمّ الکتب قرآن مجید ہے اور رسولوں میں سے خاتم النّبیین اور خاتم الرسل حضرت سیّدنا محمد مصطفےٰ ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک علمی معجزہ وہ ہے جس نے دنیائے مسیحیت میں تہلکہ مچا دیا۔ حضرت مسیح موعود کی آمد کے زمانہ میں مختلف مذاہب کے پیرووں میں مسیح ناصری علیہ السلام کے حادثہ صلیب کے بارے میں مختلف قسم کے خیالات پائے جاتے تھے۔

☆ یہود کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت مسیح صلیب پر لٹکائے گئے ہیں اور صلیب پر ہی فوت ہوئے اور نعوذ باللہ لعنتی موت مرے۔

☆ عیسائیوں کا اعتقاد بھی یہی ہے کہ مسیح صلیب پر چڑھائے گئے اور صلیب پر ہی فوت ہوئے اور مسیحیوں کے گناہوں کا کفارہ ہوئے۔

☆ عام مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر لٹکائے نہیں گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور ان کی جگہ آپ کے ایک ہم شکل یہودی کو صلیب پر لٹکا یا گیا۔ عیسیٰ آج بھی آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

☆ حضرت اقدس مسیح موعود امام آخرالزمان نے قرآن کریم سے یہ بتایا کہ حضرت مسیح صلیب پر لٹکائے گئے تھے لیکن بدبخت یہود اپنی تمناؤں کو بروئے کار نہ لا سکے اور جو مقصد ان کے سامنے تھا کہ وہ مسیح کو نعوذ باللہ ملعون ثابت کریں گے اس مقصد میں خدائی مشیت نے انہیں ناکام کر دیا۔

☆ اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو زندہ ہونے کی حالت میں صلیب سے اتار لیا اور تین دن کے لئے زمین دوز پناہ گاہ میں علاج معالجہ کے بعد آپ افغانستان سے ہوتے ہوئے کشمیر تشریف لائے اور یہیں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ نے قرآنِ کریم کی تیس آیات سے حضرت مسیح ناصری کی طبعی موت کو ثابت فرمایا۔ آپ کا یہ دعویٰ کہ حضرت مسیح صلیب سے اتار لئے گئے تھے اور کشمیر میں طبعی موت کے بعد مدفون ہیں ٹھوس دلائل اور قاطع براہین پر مبنی تھا جس کی تائید ایک طرف تاریخی اور واقعاتی شواہد سے ملتی ہے تو دوسری طرف بے شمار منقولی دلائلِ کتبِ مقدسہ اس تحقیق کی صداقت پر دال ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی بیشتر تصانیف میں اس تحقیق کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور ایک مکمل کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' تحریر کی ہے جس میں تمام شواہد پیش فرمائے ہیں۔ اور اس طرح عیسائیت کے صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر کے کاسرِ صلیب ہونے کا حق بھی ادا کر دیا۔ اور صلیب کے توڑنے سے یہ سمجھنا کہ لکڑی یا سونے چاندی کی صلیبیں توڑی جائیں گی یہ سخت غلطی ہے اس قسم کی صلیبیں تو ہمیشہ اسلامی جنگوں میں ٹوٹتی رہی ہیں۔ بلکہ اس سے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو سلطان القلم کا خطاب عطا فرمایا۔

رسولِ کریمؐ کا یہ فرمان کہ اس زمانہ میں جنگ موقوف ہو جائے گی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تصنیف ''گورنمنٹ انگریزی اور جہاد'' میں مسئلہ جہاد پر جامع رنگ میں روشنی ڈالی اور قرآن و حدیث سے ثابت کر کے دکھایا کہ اسلام سے بڑھ کر صلح و امن کا علمبردار کوئی مذہب نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مسئلہ جہاد کو جس طرح حال کے اسلامی علماء نے جو مولوی کہلاتے ہیں سمجھ رکھا ہے اور جس طرح وہ عوام کے آگے اس مسئلہ کی صورت بیان کرتے ہیں وہ ہرگز صحیح نہیں۔ آپ نے بتایا کہ جہاد کا لفظ جُہد سے مشتق ہے جس کے معنی کوشش کرنے کے ہیں اور مجازی طور پر دینی لڑائیوں کے لئے بولا گیا ہے۔ آپ نے قرآن کریم سے ثابت کیا کہ جنگیں جو لڑی گئیں وہ تمام دفاعی جنگیں تھیں مذہب کو پھیلانے کے لئے ہرگز نہیں تھیں۔ اصل جہاد اپنے نفسوں کو پاک کرنا ہے۔

تفسیر القرآن کا علمی اعجاز

سیّدنا حضرت مسیح موعود کا ایک علمی اعجاز ''اعجاز المسیح'' کی تصنیف ہے۔ جس میں آپ نے عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھی ہے۔ جو نہ صرف زبان کے لحاظ سے بلکہ معنوی لطافت کے لحاظ سے بھی نہایت بلند پایہ مقام رکھتی ہے۔ اس کتاب کا محرک پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور آپ کے مریدوں کی مخالفت ہوئی۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے خلاف کتابیں شائع کیں جن میں آپ پر ناگوار حملے کئے اور

میں کوئی مضمون تحریر فرمایا تھا۔ اس کی تحریک یوں ہوئی کہ جب آپ کتاب مکمل کر چکے تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدس سے عرض کیا کہ اس کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام میں ان فقراء اور پیرزادوں کی طرف بھی بطور دعوت و اتمامِ حجت ایک خط شامل ہونا چاہئے جو بدعات میں دن رات غرق اور اس سلسلہ سے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے بے خبر ہیں۔ آپ کا ارادہ تھا کہ یہ خط اردو میں لکھا جائے۔ لیکن رات کو بعض اشارات الہامی میں آپ کو عربی لکھنے کی تحریک ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنے پر آپ کو رات ہی رات میں عربی کا چالیس ہزار مادہ سکھا دیا۔ چنانچہ آپ نے اس الہامی قوت سے التبلیغ کے نام سے فصیح و بلیغ عربی میں ایک خط تحریر فرمایا جس میں آپ نے ہندوستان، عرب، ایران، ترکی، مصر اور دیگر ممالک کے پیرزادوں، سجادہ نشینوں، زاہدوں، صوفیوں، اور خانقاہ نشینوں تک پیغامِ حق پہنچایا۔ اس کتاب کے بارہ میں ایک عرب فاضل نے کہا کہ اسے پڑھ کر ایسا وجد طاری ہوا کہ دل میں آیا کہ سر کے بل رقص کرتا ہوا قادیان پہنچوں۔ طرابلس کے ایک مشہور عالم السیّد محمد سعید شامی نے اسے پڑھتے ہی بے ساختہ کہا: ''واللہ ایسی عبارت عرب نہیں لکھ سکتا اور بالآخر اسی سے متأثر ہو کر احمدیت قبول کر لی''۔

التبلیغ کے آخر میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی شانِ اقدس میں ایک معجزہ نما عربی قصیدہ بھی رَقم فرمایا جو چودہ سو سال کے اسلامی لٹریچر میں آپ ہی اپنی نظیر ہے۔ جب حضور یہ قصیدہ لکھ چکے تو آپ کا روئے مبارک فرطِ مسرّت سے چمک اُٹھا اور آپ نے فرمایا یہ قصیدہ جنابِ الٰہی میں قبول ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ قصیدہ حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا میں اُس کے دل میں اپنی اور اپنے رسول کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا اور اپنا قرب عطا کروں گا۔

نیز فرمایا: عربی میں بلیغ عبارت کی آمد کا معجزہ بحرِ ذخّار کی طرح دیا گیا ہے چنانچہ عربی میں ایسی کامل اور معجزانہ قدرت عطا فرمائی کہ اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا شخص نہیں ٹھہر سکتا۔

آپ نے اکیس کے قریب عربی تصانیف فرمائیں جن میں التبلیغ، **حمامة البشریٰ، منن الرحمٰن، الحجۃالنور، خطبه الهامیه، المهدی، اعجاز المسیح اور سیرۃالابدال** وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نے بڑی تحدی کے ساتھ اور بار بار اپنے دعویٰ کو پیش کیا اور آخری عمر تک دہراتے رہے مگر کسی کو آپ کی عربی تصانیف کے مقابلہ میں لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ نے یہاں تک اعلان فرمایا کہ اگر کوئی فرد اس مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا تو میری طرف سے اجازت ہے کہ سب مل کر میرے مقابلہ پر آؤ اور میرے جیسی فصیح اور بلیغ اور معارف سے پُر عربی لکھ کر دکھاؤ۔ مگر کوئی شخص سامنے نہ آیا۔ آپ نے اپنے چیلنج کو عربوں مصریوں اور شامیوں تک وسیع کر دیا لیکن کوئی بھی آپ کے مقابلہ پر نہ آیا۔

خطبہ الہامیہ حضرت مسیح موعود کا ایک عظیم الشان علمی معجزہ ہے جو آپ نے فی البدیہہ طور نہایت فصیح و بلیغ زبان میں ارشاد فرمایا۔ 1900 کے شروع میں جب عیدالاضحیٰ کا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ نے الہاماً حکم دیا کہ تم عید کے موقع پر عربی زبان میں تقریر کرو اور ہم تمہاری مدد کریں گے۔ چنانچہ باوجودیکہ آپ نے عربی زبان میں کبھی تقریر نہیں کی تھی آپ خدائی حکم کے ماتحت تقریر کے لئے کھڑے ہو گئے اور قادیان کی مسجد اقصیٰ میں قربانی کے موضوع پر ایک نہایت لطیف اور لمبی تقریر فرمائی۔ اس وقت آپ کی آنکھیں بند تھیں اور چہرہ پر سرخی کے آثار تھے اور آپ نہایت روانی کے ساتھ بولتے جاتے تھے۔ (حضورؑ نے اس زبردست علمی نشان کی خاص اہمیت کے پیشِ نظر اپنے خدام کو تحریک فرمائی کہ اسے حفظ کیا جائے چنانچہ بعض صحابہ نے اسے زبانی یاد کیا)۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں اس علمی معجزہ کا ذکر یوں فرمایا ہے:

خطبہ الہامیہ

11 اپریل 1900ء کو عیدالاضحیٰ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی اور نیز یہ الہام ہوا: ''**کلام افصحت من لدن رب کریم**'' یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔ چنانچہ اس الہام کی اس وقت ...... بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اوّل کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر، جس کا نام ''خطبه الهامیه'' رکھا گیا، لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہو گی۔ سبحان اللہ اُس وقت ایک غیبی چشمہ کھُل رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا۔ خودبخود بنے بنائے فقرے میرے منہ سے نکلے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو گا کہ کیا انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا''۔ (حقیقۃ الوحی نشانات صداقت 376-375 نشان 165)

عربی زبان کو امّ الالسنہ ثابت کرنے کا علمی معجزہ

1895 میں آپ نے خدا سے علم پا کر اس بات کا اعلان فرمایا کہ عربی امّ الالسنہ ہے۔ یعنی وہ تمام دوسری زبانوں کی ماں ہے جس سے دنیا کے موجودہ دور کی ساری زبانیں نکلی ہیں اور بعد میں آہستہ آہستہ بدل کر نئی صورتیں اختیار کر گئیں ہیں۔ اس لئے خدا نے اپنی آخری شریعت عربی زبان میں نازل فرمائی۔

لتنذر ام القریٰ

آپ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مجھ پر کھولا گیا کہ یہ آیت عربی زبان کے فضائل پر دلالت کرتی ہے اور اشارہ کرتی ہے کہ عربی زبان تمام زبانوں کی اور قرآن مجید تمام پہلی کتابوں کی ماں ہے......

دوسرے۔ آپ فرماتے ہیں؛۔ اب مجھے خدا تعالیٰ کے مقدس اور پاک کلام قرآن شریف سے اس بات کی ہدایت ہوئی کہ وہ الہامی زبان اور ام الالسنہ جس

کے منصۂ شہود پر آتے ہی یکسر پلٹ گیا اور عیسائیت کا فولادی قلعہ جس کی پشت پناہی 1857ء کے بعد سے حکومت کی پوری مشینری کر رہی تھی پاش پاش ہو گیا۔

مذاہبِ باطلہ کے مقابلہ پر آپ کا ایک علمی معجزہ وہ عظیم الشان لیکچر ہے جو جلسۂ مذاہب عالم کے موقع پر لاہور میں سنایا گیا اور اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے شائع ہوا اور اب تک دیگر کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ اعلان فرمایا کہ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور اسلام کو اس کے ذریعہ ایک نمایاں فتح حاصل ہوگی۔ چنانچہ اس مضمون کے پڑھے جانے کے بعد بلا استثناء ہر زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ مرزا صاحب کے مضمون کے سامنے سارے مضامین ماند پڑ گئے۔ ایک ریویو اخبار ''چودھویں صدی'' کا ہے جو سامعین کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوگا۔ اس کا ایک مختصر حصہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اخبار لکھتا ہے: ''مرزا صاحب نے نہ صرف مسائلِ قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظِ قرآن کی فلالوجی اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی۔ غرضیکہ مرزا صاحب کا لیکچر بحیثیتِ مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا جس میں بے شمار معارف وحقائق وحِکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے اور فلسفہ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہلِ مذاہب ششدر رہ گئے...... لیکچر ایسا پر لطف اور ایسا عظیم الشان تھا کہ بجز سننے کے اس کا لطف بیان نہیں آ سکتا۔ مرزا صاحب نے انسان کی پیدائش سے لے کر معاد تک ایسا مسلسل بیان فرمایا اور عالمِ برزخ اور قیامت کا حال ایسا عیاں فرمایا کہ بہشت و دوزخ سامنے دکھا دیا۔'' (اخبار چودھویں صدی راولپنڈی یکم فروری 1897ء)

حضرت مسیح موعودؑ نے اس کتاب میں ایک مضمون روح اور جسم کے تعلق کے بارہ میں بیان فرمایا۔ جس کے بارہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنی ایک تقریر میں 1955ء میں فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام فرمایا کہ ربّ اَرِنی حقائق الا شیاء۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کسی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل نہیں تھے۔ نہ آپ کوئی عظیم فلاسفر تھے آپ ایک معمولی گاؤں کے رہنے والے تھے جو ریل اور پختہ سڑک سے بہت دور واقع تھا اور ذاتی طور پر بھی آپ کو اپنے محدود حلقہ کے سوا کوئی نہ جانتا تھا باایں ہمہ آپ نے اپنی کتابوں میں بعض ایسے نکات بیان کئے ہیں کہ آج سالہا سال کی تحقیقات کے بعد بڑے بڑے سکالران کے خلاف کوئی نظریہ قائم نہیں کر سکے۔ مثلاً آپ نے 1896ء میں اپنی تقریر میں فرمایا: ''جسمانی صدمات بھی عجیب نظارہ دکھاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ روح اور جسم کا ایک ایسا تعلق ہے کہ اس راز کو کھولنا انسان کا کام نہیں نیز فرمایا۔ اس سے زیادہ اس تعلق کے ثبوت پر یہ دلیل ہے کہ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ روح کی ماں جسم ہی ہے حاملہ عورتوں کے پیٹ میں روح کبھی اوپر سے نہیں گرتی بلکہ وہ ایک نور ہے جو نطفہ میں ہی پوشیدہ طور پر مخفی ہوتا ہے اور جسم کی نشوونما کے ساتھ چمکتا ہے''۔

1955ء میں امریکہ کے ایک عظیم بیالوجسٹ Edmond نے روح اور مادہ کے تعلق کے بارہ میں تحقیق پیش کی اور اس کے بعد ایک کتاب The Biology of the spirit تحریر کی۔ اس کتاب کا خلاصہ ویکلی ٹائم آف امریکہ مجریہ دس اکتوبر 1955ء میں چھپا ہے۔ اس میں لکھا ہے: ''اس وقت تک سائنس اس کی وضاحت نہیں کر سکی۔ یعنی یہ ایسا راز ہے جس کے متعلق بیالوجسٹ مذکور نے تسلیم کیا ہے کہ اب تک سائنسدان اسے پا نہیں سکے۔ یاد رہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ انسان اسے قیامت تک نہیں پا سکے گا لیکن بہرحال سائنسدانوں نے اس حد تک تسلیم کر لیا ہے کہ سائنس اب تک اس راز کو پا نہیں سکی۔ آگے جا کر خلاصہ لکھنے والا بیان کرتا ہے۔

''تنظیم کا یہ اصول نہ صرف انسان کا ارتقاع کرتا ہے بلکہ اس کے مذہب کے لئے تین بنیادی چیزیں مہیا کرتا ہے یعنی بے ترتیب ہیولیٰ میں ترتیب پیدا ہو جاتی ہے۔ مادّہ میں روح پیدا ہو جاتی ہے اور بے اثر اور غیر جانبدار عناصر میں شخصیت اُبھر آتی ہے تنظیم کا یہ اصل جس کو کسی طور پر الفاظ میں بعینہٖ نہیں ڈھالا جا سکتا بلاخوفِ تردید اسے خدا تعالیٰ کی ایک صفت سمجھتا ہوں''۔

دیکھیں یہ کیسا عظیم الشان علمی معجزہ ہے۔ آپ نے 1896ء میں یہ بتایا کہ روح جسم سے نکلتی ہے اس کے قریباً ساٹھ سال بعد سائنسدانوں نے جو معرکہ مارا اس کا نتیجہ وہی تھا جو آپ نے 1896ء میں بیان فرما دیا تھا۔ تو جہاں یہ سارے کا سارا مضمون ایک علمی معجزہ ہے اس میں آپ کی طرف سے بیان کردہ ہر ہر لفظ معجزہ کا رنگ رکھتا ہے اسی لئے حضرت اقدس مسیح موعود خود اس کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''ہر ایک فرقہ کی شہادت اور نیز انگریزی اخباروں کی شہادت سے میری پیش گوئی پوری ہوگئی کہ مضمون بالا رہا۔ یہ مقابلہ اُس مقابلہ کی مانند تھا جو موسیٰ نبی کو ساحروں کے ساتھ کرنا پڑا تھا کیونکہ اس مجمع میں مختلف خیالات کے آدمیوں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقریریں سنائی تھیں جن میں سے بعض عیسائی تھے اور بعض سناتن دھرم کے ہندو اور بعض آریہ سماج کے ہندو اور بعض برہمو اور بعض سکھ اور بعض ہمارے مخالف مسلمان تھے۔ اور سب نے اپنی اپنی لاٹھیوں کے خیالی سانپ بنائے تھے لیکن جبکہ خدا نے میرے ہاتھ سے اسلامی راستی کا عصا ایک پاک اور پُر معارف تقریر کے پیرایہ میں اُن کے مقابل پر چھوڑا تو وہ اژدھا بن کر سب کو نگل گیا اور آج تک قوم میں میری اس تقریر کا تعریف کے ساتھ چرچا ہے جو میرے منہ سے نکلی تھی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک''۔ (حقیقۃ الوحی)

سیّدنا حضرت مسیح موعود کا ایک علمی معجزہ آپ کی تصنیفِ لطیف ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' ہے جسے آپ نے دنیا کو قرآن مجید کے کمالات اور اسلام کی اعلیٰ تعلیمات سے واقف کرانے کے لئے 1892ء لکھنا شروع کیا۔ اس کتاب کی تحریر کے دوران آپ کو رسولِ کریمؐ کی دو مرتبہ زیارت ہوئی اور حضرت نبی کریمؐ نے اس تالیف پر بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ حضور فرماتے ہیں۔ ایک رات یہ بھی دیکھا کہ ایک فرشتہ بلند آواز سے لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے۔ ھذا کتاب مبارک فقوموا للاجلال والاکرام۔ یعنی یہ کتاب مبارک ہے اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اس میں آپ نے مقامِ فنا، بقا، لقاء روح القدس کی دائمی رفاقت اور ملائک و جنات کے وجود کے ثبوت پر جدید زاویہ سے روشنی ڈالی ہے اور کتاب میں وہ قوت اور شوکت ہے کہ سطر سطر سے تائیدِ حق کا جلوہ نظر آتا ہے۔

اس کتاب کا ایک حصہ عربی زبان میں ہے اور یہ عربی میں آپ کی پہلی تصنیف ہے اور اس سے قبل نہ آپ نے عربی زبان میں کوئی تصنیف فرمائی تھی اور نہ عربی زبان

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علمی اعجاز

(مکرم اخلاق احمد انجم صاحب مبلغ سلسلہ لندن کی جامعہ احمدیہ کی ایک علمی تقریب میں کی گئی تقریر)

هُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا۔

اللہ تعالیٰ دنیا میں جب کسی مامور کو مبعوث فرماتا ہے تو اس کی صداقت عیاں کرنے کے لئے اسے کھلے کھلے دلائل عقلیہ ونقلیہ ونشانات آسمانی عطا کرتا ہے۔ اس زمانہ میں ہمارے ہادیٔ کامل حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی متابعت میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کرنے کے لئے ظلّ کامل مسیح موعود اور مہدی معہود کو مبعوث فرمایا۔ ماموریت کا پہلا الہام جو نازل ہوا اس میں یہ اعلان فرمایا کہ تیرا سب سے بڑا ہتھیار قرآن کریم اور اس کے علوم ہوں گے۔ اور تیرے علمی معجزات اس کے گرد چکر لگائیں گے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

چنانچہ 1882 میں مارچ کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے فرمایا: یا احمد بارک اللّٰہ فیک مارمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمٰی۔ الرحمان علم القرآن۔ لِتُنذر قوماً ما انذر اباء ھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قُل انی اُمرت و انا اوّل المومنین۔ یعنی اے احمد۔ اللہ نے تجھے برکت دی ہے پس اسلام کی حمایت میں اپنی قلم کے ذریعہ جو تو نے دشمنوں کی طرف تیر چلائے ہیں وہ تو نے نہیں چلائے بلکہ دراصل خدا تعالیٰ نے ہی چلائے ہیں۔ اِسی رحمٰن خدا نے تجھے قرآن کا علم عطا کیا ہے تاکہ تو ان لوگوں کو ہشیار کرے جن کے باپ دادے ہشیار نہیں کئے گئے۔ اور تا مجرموں کا راستہ واضح ہو جائے اب تو دنیا میں اعلان کر دے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے معمور بنایا گیا ہے اور اپنی ماموریت پر میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔ (براہینِ احمدیہ)

پھر ایک مرتبہ الہام ہوا: الرحمان علم القرآن۔ یا احمد فا ضیت الرحم علی شفتیک۔

یعنی خدا نے تجھے اے احمد قرآن سکھادیا اور تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی آپ فرماتے ہیں اس الہام کی تفہیم مجھے اس طرح پر ہوئی کہ کرامت اور نشان کے طور پر قرآن اور زبانی قرآن کی نسبت دو طرح کی نعمتیں مجھ کو عطا کی گئیں ہیں۔ ایک یہ کہ معارفِ عالیہ، فرقانِ حمید بطور خارق عادت مجھ کو سکھلائے گئے جس میں دوسرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دوسرے یہ کہ زبانی قرآن یعنی عربی میں وہ بلاغت اور فصاحت مجھے دی گئی کہ اگر تمام علمائے مخالفین باہم اتفاق کر کے اس میں بھی میرا مقابلہ کرنا چاہیں تو ناکام و نامراد رہیں گے۔ اور وہ دیکھ لیں گے کہ جو حلاوت اور بلاغت اور فصاحت لسانِ عربی مع التزام حقائق و معارف و نکات میرے کلام میں ہے وہ ان کو اور ان کے دوستوں اور ان کے استادوں اور ان کے بزرگوں کو ہرگز حاصل نہیں۔ (تریاق القلوب جلد 15 صفحہ 230)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کو قرآن شریف کے اعجاز کے لئے علمی معجزات عطا فرمائے اور آپ نے قرآن کریم کی خوبیاں بیان کرنے اور آنحضرت ﷺ کی عظمتوں کے اظہار کے لئے اسّی سے زائد کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ ان کتب کا مطالعہ کرنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ ان کے پیچھے ایک غیبی طاقت ہے کہ وہ کسی دنیاوی عالم کا کلام نہیں دلائل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود کو اعجاز نمائی عطا فرمائی گئی تھی آپ فرماتے ہیں میں قرآن مجید کے معجزہ کے ظِلّ کے طور پر فصاحت و بلاغت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔ (ضرورۃ الامام)

نیز آپ اپنی کتاب نزولِ مسیح میں فرماتے ہیں: ''یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو یوں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اردو یا فارسی دو حصّہ پر تقسیم ہوتی ہے ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلۂ الفاظ اور معنی کا میرے سامنے آجاتا ہے اور میں اس کو لکھتا جاتا ہوں۔ کہ اس تحریر میں مجھے کوئی مشقت نہیں اٹھانا پڑتی۔ مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معنی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمۂ فطرتِ خواصِ انسانی ہے کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سا وقت دے کر میں لکھ سکتا ہوں۔ واللہ اعلم

براہینِ احمدیہ ایک انقلاب انگیز علمی معجزہ

حضرت اقدس مسیح موعود کا ایک انقلاب انگیز علمی معجزہ براہینِ احمدیہ ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوئی اور اس نے قطبی نام پایا آپ نے اس کتاب میں دین اسلام اور نبوتِ محمدیہؐ اور قرآن شریف کی حقانیت کو عقلی اور نقلی طور سے ثابت کرنے کے لئے تین سو مضبوط دلائل پیش فرمائے ہیں اور عیسائی آریہ اور نیچریہ ہنود اور برہمو سماج وغیرہ جمیع المذاہب مخالفِ اسلام کو از روئے تحقیق ردّ فرمایا ہے۔ آپ نے دوسرے مذاہب کو چیلنج دیا اور دس ہزار روپے کے انعام کا اشتہار بھی دیا کہ اگر کوئی مخالف یا مکذب اسلام اپنی مذہبی کتاب سے تمام دلائل یا نصف یا خمس تک پیش کرنے سے قاصر ہو تو ہمارے دلائل کو ہی نمبروار توڑ دے تو بلا تأمل اس کو دس ہزار روپیہ تک انعام دیا جائے گا۔ لیکن آج تک کوئی اس علمی معجزہ کا جواب نہیں دے سکا۔ اپنے مضبوط دلائل اور مستحکم اور غیر متزلزل براہین اور انوار و برکات کے لحاظ سے یہ چیلنج ایسا تھا جو غیر مذاہب کے مقابل پر اسلام کی ترقی اور سرفرازی کا باعث بنا۔

براہین احمدیہ سے قبل کفر و الحاد کا سیلاب جو نہایت تیزی سے بڑھ رہا تھا اس

بقیہ ازصفحہ 4:

سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ یوکے

میں ایک سوبااثرشخصیات کاانتخاب کیاہےجس میں اُس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اورگوتم بدھ کوبھی شامل کیاہے۔محترم میرصاحب موصوف نے ان تینوں شخصیات کے تقابلی جائزہ سے ثابت کیاکہ آنحضورﷺ کے پاکیزہ اثرات کے مقابلہ میں دنیاکاکوئی شخص دُوردُور تک نظرنہیں آسکتا۔آپ نے مزید کہاکہ سیرت رسولؐ کااصل مأخذ قرآن کریم ہے جبکہ احادیث اس کی تشریح اورتفسیرکرتی ہیں۔پونے چاربجے یہ اجلاس اختتام پذیرہوا۔

پھرشعبہ تبلیغ اورشعبہ مال میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے انصارکی مختصرتقاریر ہوئیں اورمکرم مرزاتنویراحمدصاحب زعیم ناربری،مکرم امتیازاحمدصاحب زعیم پٹنی،مکرم آغاحبیب اللہ صاحب،مکرم شیخ آفتاب احمدصاحب آف تھارنٹن ہیتھ نے اپنے تجربات بیان کئے۔مکرم شکیل بٹ صاحب قائدتبلیغ مجلس انصاراللہ یوکے نے مجلس کی کارکردگی کے چندروشن پہلوؤں پرروشنی ڈالتے ہوئے بتایاکہ کتاب''لائف آف محمدؐ''اب تک ایک لاکھ تین ہزارکی تعدادمیں طبع کرواکراس میں سے 45ہزارکی تعدادمیں اب تک تقسیم بھی کی جاچکی ہے جبکہ تقسیم کی جانے والی دیگرکتب اورپمفلٹس کی تعداداس کےعلاوہ ہزاروں میں ہے۔آپ نے تبلیغی نشستوں،تبلیغی سٹالز،مجالس سوال وجواب اوربیعتوں کی تعداد سے متعلق کوائف بھی بیان کئے۔اس دوران مکرم مولاناعطاءالمجیب راشدصاحب امام مسجدفضل لندن اورمکرم امیرصاحب یوکے نے بھی مختصراًچندضروری اموربیان کئے۔

قریباً5بجے مکرم امدادالرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش نے اپنی تقریر میں بنگلہ دیش میں جاری جماعت احمدیہ کی مخالفت اوراس کے جواب میں جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کی قربانیوں کاتذکرہ کیا۔بنگالی احمدیوں کے جذبۂ قربانی کوبیان کرتے ہوئے موصوف مقررکئی بارجذبات سے مغلوب ہوگئے اورآپ نے کئی ایمان افروزواقعات بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے اس دعویٰ کی تصدیق کی جس میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ جنت صرف مرنے کے بعدنہیں بلکہ اسی زندگی میں مل جاتی ہے۔آپ نے بتایاکہ بیعتوں کے حصول کے لئے دعائیں کرنااوررات کوگریہ وزاری کرتے ہوئے خداتعالیٰ کے حضورتڑپنابہت ضروری ہے۔

ساڑھے پانچ بجے مکرم ڈاکٹرشبیراحمدبھٹی صاحب ڈائریکٹرہیومینٹی فرسٹ نے ادارہ کی خدمات خصوصاًایبولاوائرس کےحوالہ سے update کیااوراس کے لئے امداد اوردعاؤں کی درخواست بھی کی۔پھرمکرم دبیربھٹی صاحب ایڈیشنل قائدتربیت نے ایک Presentation میں کارمیں MP3 Modulator کی تنصیب سے متعلق عملاً بیان کیاجس کے ذریعے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی اکثرکتب اوراُن کے تراجم(کی آڈیوز)سننے کی سہولت مہیاکی گئی ہے۔یہ خداتعالیٰ کےفضل سے تربیت اورتعلیم کاشاندار ذریعہ ہے۔دوستوں کواس آلہ کوخریدکربھرپوراستفادہ کرناچاہئے۔بعدازاں مکرم حیدرحمید صاحب نے چیریٹی واک اوراس میں اکٹھی کی جانے والی رقوم کےحوالہ سے ادائیگی کے طریقہ کارپربریفنگ دی۔پھرمکرم منصوراحمدکاہلوں صاحب نائب صدرمجلس نے بتایاکہ چیریٹی کے ذریعے اکٹھی کی جانے والی رقم 188 مقامی اورقومی چیریٹیز میں تقسیم کی گئی ہے۔آپ نے حضورانورکایہ ارشادبیان کیاکہ چیریٹی اکٹھی کرنے سے تبلیغ کے دروازے بھی کھلتے ہیں اوراسی لئے حضورانورنے مختلف ممالک کی ذیلی تنظیموں کوہدایت فرمائی ہے کہ وہ مجلس انصاراللہ برطانیہ کی چیریٹی سے متعلق کی جانے والی کاوشوں کوFollow کریں۔

اس کے بعدمکرم اویس جنجوعہ صاحب نے اپنے خاندان میں احمدیت کی آمد کے بارہ میں تفصیل سے بیان کرتے ہوئے بتایاکہ 1938ء میں ان کے والدمحترم حاجی جنجوعہ اللہ صاحب کاشغر،گلگت اورکشمیرکی برف پوش چوٹیوں سے ہوتے ہوئے دوماہ کےطویل سفر کے بعدقادیان پہنچے اوربیعت کرنے کی سعادت پائی۔پھراُن کی والدہ بھی اگلے سال آئیں اوربیعت کی توفیق پائی۔قیام پاکستان کے بعدیہ خاندان سرگودھامیں آبساجہاں 1974ء کےفسادات کےدوران انہیں شدیدتکالیف کاسامناکرناپڑااورکلمہ کیس میں قیدوبندکی صعوبتیں برداشت کرناپڑیں۔آپ نے اللہ تعالیٰ کے افضال کابھی ذکرکیاجو اِس قربانی کےنتیجہ میں نازل ہوئے۔اس کے بعدمکرم خالدچغتائی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کاکلام''دوگھڑی صبرسےکام لوساتھیو!......''خوش الحانی سے پیش کیا۔

اسی اجلاس میں مکرم صفدرحسین صاحب نے پنجابی زبان میں تقریرکی۔آپ شیعہ تھےاورپاکستان میں ریلوے میں ڈائننگ کارکاٹھیکہ لیاکرتے تھے۔آپ اُس روزبھی چناب ایکسپریس میں ڈیوٹی پرموجودتھے جب ربوہ کےسٹیشن پر1974ءمیں مخالفین احمدیت کی طرف سےغنڈہ گردی کرتے ہوئے ملک بھرمیں فسادات کی راہ ہموارکی گئی اور دراصل یہی واقعات تھےجن کےنتیجہ میں آپ نے احمدیوں کاسچائی کی بنیادپرساتھ دیا اورآخرایک خواب کی بناپراحمدیت کی قبولیت کی توفیق پائی۔آپ نے اپنی تقریرکےآخر میں بتایاکہ احمدیت سےقبل ہی مَیں کئی احمدیوں کے اخلاق کامعترف تھااوریہ اخلاق تھے جومجھےاحمدیت کےقریب لےکرآئے۔آپ نےنصیحت کی کہ غیروں کوقریب لانے کے لئےتبلیغ سےزیادہ اخلاق اہمیت رکھتے ہیں۔

آخرمیں محترم چودھری وسیم احمدصاحب صدرمجلس انصاراللہ یوکے نے اپنی تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ کےارشادکی روشنی میں نہایت مؤثررنگ میں بیان کیاکہ اگرہم بحیثیت انصاراپنے گھروں میں اچھاماحول پیدانہیں کرسکتے توہمیں باہرکسی اَورکوتبلیغ کرنےکی اجازت نہیں ہے۔آپ نے متعددمسائل اورواقعات بیان کئےجن کےنتیجہ میں مقامی افراداوراداروں نے جماعت سے رابطہ کیااوریہ اظہارکیاکہ فلاں احمدی کا رویہ آپ کی جماعت کی تعلیم کےمنافی ہے۔آپ نے انصارکوحضرت مصلح موعودؓ کےاس ارشادکی روشنی میں بھی نصائح کیں کہ روزانہ نصف گھنٹہ دین کے لئے کھڑے رہیں۔

اتوارکے روزدوپہرکےکھانے کے بعدحضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیرصدارت اختتامی اجلاس کی کارروائی کاآغازتلاوت قرآن کریم سے ہواجومکرم معید حامدصاحب نے کی۔مکرم ڈاکٹرمنصوراحمدساقی صاحب نے آیات کریمہ کاانگریزی ترجمہ پیش کیا۔مکرم خالدچغتائی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کےکلام''دیکھوخدانے ایک جہاں کوجھکادیا''سے چنداشعارپڑھ کرسنائے۔جس کے بعدعلمی وورزشی مقابلہ جات میں اوّل آنے والوں کےعلاوہ اعلیٰ کارکردگی کی بنیادپرمختلف مجالس کوبھی انعامات و سندات حضورانورایدہ اللہ نے عطافرمائے۔ چھوٹی مجالس میں اوّل آکرمجلس براملے ولیوشم اورچھوٹے ریجنز میں اوّل آکرہارٹفورڈشائرنے سندات وصول کیں۔بڑے ریجنز میں بیت الفتوح ریجن سوم،لندن ریجن دوم اورساؤتھ ریجن اوّل رہاجبکہ علَمِ انعامی کے مقابلہ میں مجلس مچم سوم آئی،مجلس ویسٹ ہِل دوم قرارپائی اورمجلس ناربری اوّل آکرعلَم انعامی اورسندخوشنودی کی حقدارٹھہری۔اللہ تعالیٰ یہ اعزازات ان مجالس کے لئے ہرپہلو سے بابرکت فرمائے۔آمین۔

اس کے بعدمحترم چودھری وسیم احمدصاحب صدرمجلس انصاراللہ یوکے نے مجلس شوریٰ اوراجتماع کےحوالہ سےمختصررپورٹ پیش کی۔جس کے بعدحضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزنے خطاب فرمایا۔دعاکےساتھ اجتماع اختتام پذیرہوا۔اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے نیک اثرات کوجاری رکھے۔شاملینِ اجتماع کونیک راہوں پرچلنےاورپاکیزہ نصائح پرعمل کرنےکی توفیق دےاوراجتماع کے انعقادکےلئےمختلف پہلوؤں سے خدمت بجالانے والوں کوجزائےخیرعطافرمائے۔آمین

ایک وہ زمانہ تھا کہ یہ ٹی وی اور اخبارات بات سننے کے لئے تیار نہ ہوتے تھے۔لیکن آج اس روئے زمین پر خلافت احمدیہ کے ذریعہ یہ انقلاب برپا ہوا ہے کہ بڑے بڑے ممالک کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے جرنلسٹس اوران کی ٹیمیں جماعت کے پیچھے بھاگتی ہیں کہ ہمیں وقت دیا جائے۔ہم نے خلیفۃ المسیح کا انٹرویو کرنا ہے اور پھراپنی ٹیموں کے ہمراہ سازوسامان کے ساتھ جماعتی سنٹرز میں آ کر حضورانور کا انتظار کرتی ہیں۔خدا تعالیٰ کی تقدیر نے انہیں کھینچ کر خلافت کے قدموں میں ڈال دیا ہے۔

خلیفہ وقت کا مبارک وجود ایسا وجود ہے کہ اس سے ہر کوئی فیض پاتا ہے۔کیا اپنے اور کیا بیگانے سبھی برکات حاصل کرتے ہیں۔جہاں اپنوں کی زندگی کے لئے بقاء کی ضمانت ہے وہاں غیروں کے لئے بھی بقاء کی ضمانت ہے۔وقت کی رعایت سے اس کی بھی ایک مثال پیش کردیتا ہوں۔

4 مئی 2006ء، جمعرات کا دن تھا۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے فارایسٹ ممالک کے دورہ کے دوران 'نا ندی' فجی میں تھے۔رات قریباً اڑھائی تین بجے کا وقت تھا کہ ربوہ،لندن اور دنیا کے مختلف ممالک سے فون آنے شروع ہوگئے کہ اس وقت ٹی وی پر جو خبریں آرہی ہیں ان کے مطابق ایک بہت بڑا سونامی طوفان فجی کے ساتھ والے جزائر Tonga میں آیا ہے اور یہ طوفان طاقت کے لحاظ سے انڈونیشیا والے سونامی سے بڑا ہے جس نے لکھوکھہا لوگوں کوغرق کردیا تھا اور دنیا کے کئی ممالک میں تباہی مچائی تھی۔

جب ٹی وی آن کیا تو یہ خبریں آرہی تھیں کہ یہ سونامی مسلسل اپنی شدت اور طاقت میں بڑھ رہا ہے اور صبح کے وقت 'نا ندی' فجی کا سارا علاقہ غرق ہوجائے گا اور ارد گرد کے جزائر بھی غرق ہوجائیں گے۔آسٹریلیا کا ایک حصہ بھی غرق ہوگا اور یہ نیوزی لینڈ کے بھی ایک بڑے حصہ کوغرق کردے گا۔

صبح ساڑھے چار بجے جب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز فجر کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے تو حضورانور کی خدمت میں اس طوفان کے بارہ میں رپورٹ پیش ہوئی اور جو پیغامات خیریت دریافت کرنے کے لئے فون پر موصول ہورہے تھے ان کے متعلق بتایا گیا۔

حضورانور نے نماز فجر پڑھائی اور بڑے لمبے سجدے کئے اور خدا کے حضور مناجات کیں۔نماز سے فارغ ہوکر مسیح کے خلیفہ نے احبابِ جماعت کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ'' فکر نہ کریں۔اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔کچھ نہیں ہوگا۔''

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل واپس تشریف لے آئے۔واپس آکر جب ہم نے ٹی وی آن کیا تو ٹی وی پر یہ خبریں آنا شروع ہوگئیں کہ اس سونامی کا زور ٹوٹ رہا ہے اور آہستہ آہستہ اس کی شدت ختم ہورہی ہے۔پھر قریباً دواڑھائی گھنٹے بعد یہ خبریں آگئیں کہ اس سونامی کا وجود ہی مٹ گیا ہے۔

پس اس روز دنیا نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ وہ سونامی جس نے اگلے چند گھنٹوں میں لکھوکھہا لوگوں کوغرق کرتے ہوئے اس سارے علاقہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا تھا خلیفۂ وقت کی دعا سے چند گھنٹوں میں خود اس کا وجود مٹ گیا۔اس روز فجی کے اخبارات نے یہ خبریں لگائیں کہ سونامی کا ٹل جانا کسی معجزہ سے کم نہیں۔میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور میں اس بات کا گواہ ہوں کہ یہ معجزہ خلیفہ وقت کی دعا سے رونما ہوا۔پس آج جہاں جماعت کی ترقیات خلافتِ احمدیہ سے وابستہ ہیں وہاں دنیا کی بقاء بھی خلافتِ احمدیہ سے وابستہ کردی گئی ہے۔

جماعت کی ان عظیم الشان ترقیات کو دیکھ کر مخالفین احمدیت اپنے بدارادوں اور ناپاک منصوبوں میں انتہاء تک پہنچے ہوئے ہیں۔جہاں وہ عملی طور پر ظلم وستم کی انتہاء کرتے ہیں وہاں انہوں نے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ بھی مخالفانہ مہم کا ایک جال بچھایا ہوا ہے۔

شاید ان مخالفین کو معلوم نہیں کہ خلافتِ احمدیہ تو خدا تعالیٰ کے فرشتوں کے حصار میں ہے۔کون مخالف ہے جو اس کے قریب بھی پھٹک سکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر ان مخالفین کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

'' جس خلافت کے گرد خدا تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت پہرہ دے رہی ہے اس خلافت کے قلعے پر تو تمہاری لات اگر پڑے گی تو تمہاری ہڈیاں ہی اس طرح چور چور ہوجائیں گی کہ ان کے ذرے بھی دنیا کو نظر نہیں آئیں گے۔''

پس اے مخالفین احمدیت! تم جس قدر زور لگا سکتے ہو لگا لو تمہارے مقدر میں ناکامی ونامرادی کے سوا کچھ نہیں آئے گا۔

آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے اپنی گزارشات کو ختم کرتا ہوں۔آپ علیہ السلام نے فرمایا:

'' میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں۔کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔''

آج جماعت احمدیہ کا ہر فرد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کی صداقت پر گواہ بن چکا ہے۔خدا کی قسم آج مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ کی تائید میں ایک اور زبان کو بولتے ہوئے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اپنے کانوں سے سنا ہے۔آج خلیفۃ المسیح کے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ کو چلتے ہوئے ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔اور دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں نے بزبان حال یہ گواہی دی ہے کہ اس مبارک وجود کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور یہ خدا سے تائید یافتہ وجود ہے۔

پس آج ہم لوگ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہرروز اپنی آنکھوں سے اپنے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عظیم قیادت میں جماعت کی ترقی اور فتوحات کے نظارے روز دیکھ رہے ہیں۔

پس اُٹھیں اور اپنی ہر مادی وروحانی ترقی کے لئے خلافت کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیں۔خود کو خلیفۃ المسیح کے ہاتھ میں ایسے دے دیں جیسے غسّال کے ہاتھ میں میت ہوتی ہے۔اسی میں ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(Guest ہوں گے۔ چنانچہ جب حضور انور نائیجیریا سے باڈر کراس کر کے بینن میں داخل ہوئے تو جہاں ایک طرف حکومت حضور انور کے استقبال کے لئے اپنے دل بچھائے بیٹھی تھی وہاں بینن کے 30 بادشاہ اپنی رعایا کے ہمراہ اپنے روایتی شان و شوکت کے ساتھ بینن کی سرزمین پر قدم رکھنے والے اس روحانی بادشاہ خلیفۃ المسیح کے سامنے نہایت ادب سے کھڑے بزبانِ حال یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھو! ''وہ بادشاہ آیا۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام کہ ''وہ بادشاہ آیا'' ہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک وجود میں پورا ہوتا دیکھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجلسِ شوریٰ میں نمائندگان شوریٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا تھا: ''وہ دن آنے والا ہے جب انگلستان اور امریکہ ایسی بڑی حکومتیں مشورہ کے لئے اپنے نمائندے بھیجیں گی اور وہ اسے اپنے لئے موجب عزت خیال کریں گے۔''

اب خدا کی تقدیر دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کو اس طرف لا رہی ہے۔ کیپیٹل ہِل کے پروگرام میں 30 سے زیادہ کانگریس مین، سینیٹرز اور تھنک ٹینک کے نمائندے اور دیگر سرکردہ حکام موجود تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو کسی بھی ایسے پروگرام میں تین چار منٹ سے زائد نہیں بیٹھتے۔ لیکن ہم نے اس روز اپنے پیارے آقا کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام 'نُصِرْتُ بالرُّعْبِ' یعنی 'میری رعب کے ساتھ نصرت کی گئی' بڑی شان سے پورا ہوتا دیکھا۔

جب تقریب شروع ہوئی تو ہال ان لوگوں سے بھرا ہوا تھا اور تقریباً پونا گھنٹہ یہ تقریب جاری رہی۔ ان لوگوں میں سے ایک بھی اپنی جگہ سے ہل نہ سکا۔ اپنی commitments اور دیگر پروگرام بھول گئے۔ ان کے سیکرٹریان ان کو اشارے سے یاد کرواتے تو وہ سر جھٹک دیتے کہ نہیں۔ یہ اُسی رعب کا اثر تھا جو ہمارے پیارے آقا کو ایک نشان کے طور پر خدا کی طرف سے عطا ہوا تھا اور جس نے ہر ایک کو بے بس کر دیا۔

اسی طرح جب 2013ء میں حضور انور لاس اینجلس تشریف لے گئے تو وہاں ہوٹل میں ایک تقریب تھی جس میں بڑی تعداد میں کانگریس مین اور دوسرے سرکردہ حکام شامل ہوئے۔ یہاں ان دنوں میئر کا انتخاب ہونے والا تھا۔

میئر کے اس انتخاب میں حصہ لینے والے ایک امیدوار Eric صاحب نے حضور انور کا چہرہ دیکھا تو کہنے لگے کہ آج لاس اینجلس میں فرشتہ اتر آیا ہے۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ ان کے معمر والد نے بھی اپنا سر جھکائے اور اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے اپنے بیٹے کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی۔

عام لوگوں کا خیال یہی تھا کہ مخالف امیدوار خاتون جیت جائے گی اور Eric صاحب ہار جائیں گے۔ لیکن جب الیکشن کا رزلٹ آیا تو حضور انور کی دعا کے نتیجہ میں ان کی ہار جیت میں بدل گئی اور Eric صاحب لاس اینجلس کے میئر بن گئے۔ ظاہری حالات کو دیکھتے ہوئے وہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ میں خلیفۃ المسیح کی دعا سے ہی جیتا ہوں۔

پس آج دنیا کے بڑے بڑے سرکردہ حکام حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواستیں کرتے ہیں اور راہنمائی طلب کرتے ہیں۔

یہ وہ انقلاب ہے جو خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ براعظم امریکہ میں بھی آرہا ہے، براعظم یورپ میں بھی آرہا ہے، براعظم افریقہ اور ایشیا میں بھی آرہا ہے۔ اور جزائر کے رہنے والے بھی احمدیت کی ترقیات کے ان نظاروں کو دیکھتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کے قدم جس سرزمین پر بھی پڑتے ہیں وہاں فتوحات کے نئے دروازے کھل جاتے ہیں اور جماعت ترقیات کے نئے ادوار میں داخل ہوتی ہے۔

4 دسمبر 2012ء کا دن بھی جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک عظیم الشان انقلاب کی نوید لیکر آیا۔ جب حضور انور کے قدم یورپین پارلیمنٹ میں پڑے اور حضور انور نے وہاں معرکۃ الآراء خطاب فرمایا۔ 28 یورپین قوموں کے ممبرانِ پارلیمنٹ اور دیگر سرکردہ حکام سامنے بیٹھے تھے۔ آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:۔

''ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ سوائے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ کر لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔''

پس آج یورپ کی 28 قومیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چشمہ سے بیک وقت سیراب ہوئیں اور سچائی کا سورج ایک اور نئی شان کے ساتھ مغرب میں طلوع ہوا۔

اس تقریب میں شمولیت کے لئے آنے والے ایک بشپ ڈاکٹر Amen Howard نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''یہ شخص جادوگر نہیں لیکن اس کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ میں اسلام کے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا لیکن حضور کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میرے نقطۂ نظر کو کلیتاً تبدیل کر دیا ہے۔''

خلافت کے موجودہ دور میں اشاعتِ اسلام کے کام میں اتنے بڑے پیمانہ پر وسعت ہوئی ہے جس کی پہلے مثال نہیں ملتی۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے حضور انور کے انٹرویوز لئے اور ان ممالک کے لوکل، نیشنل و انٹرنیشنل ٹی وی اور ریڈیو چینلز اور نیشنل اخبارات اور علاقائی اخبارات میں اس قدر وسیع پیمانہ پر حضور انور کے اسلام کے امن وسلامتی کے پیغام کی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے پیغام اور جماعت احمدیہ کے تعارف کی coverage ہوئی کہ صرف ایک سال میں اتنی زیادہ کوریج کی مثال جماعت کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ صرف امریکہ کینیڈا کے دورہ میں ہی دو کروڑ سے زائد لوگوں تک حضور انور کی زبان سے پیغام پہنچا ہے۔ پھر مشرقِ بعید کے ممالک کے دورہ میں تو تین کروڑ سے زائد لوگوں تک پیغام پہنچا ہے۔

احمدیت کے دلوں پر راج کرتا ہے۔

ایک بڑا عظیم الشان، انقلابی کام جو الٰہی تائید و نصرت سے خلافت احمدیہ کے اس مبارک دور میں ہوا اور جماعت احمدیہ ترقیات کے ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ وہ یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں حضور انور بنفسِ نفیس تشریف لے گئے اور وہاں دنیا کے سرکردہ حکام کے سامنے اسلام کی امن و صلح کی تعلیم، اسلام کی حقیقی تعلیم پیش فرمائی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض بتائی اور آپ کا پیغام پہنچایا۔

کیپٹل ہل امریکہ میں حضور انور نے خطاب فرمایا، لاس اینجلیز امریکہ میں، یورپین پارلیمنٹ میں، برٹش پارلیمنٹ میں، نیوزی لینڈ پارلیمنٹ میں، جرمنی کے ملٹری ہیڈکوارٹر میں، پھر سنگاپور میں ایسی تقریب ہوئی۔ آسٹریلیا میں تین مقامات پر ایسی تقریبات ہوئیں۔ نیوزی لینڈ میں تقریبات ہوئیں۔ جاپان میں، کینیڈا میں یہ تقریبات ہوئیں۔ ان سب تقریبات میں حکومت کے وزراء، سینیٹرز، ممبران پارلیمنٹ، ممالک کے ایمبیسیڈرز، فوجی حکام، سیکیورٹی حکام، حکومت کے مختلف اداروں کے سرکردہ حکام، میئرز، کونسلرز، تعلیمی اداروں کے پرنسپلز، ڈاکٹرز، وکلاء، انجینئرز، جرنلسٹس اور زندگی کے ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوئے۔

ان تقریبات میں حضور انور نے ان عالمی لیڈروں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ تم صرف اور صرف اسلام کے امن کے پیغام کو اپناتے ہوئے اور دوسروں کے حقوق عدل و انصاف سے ادا کرتے ہوئے دنیا کو تباہی سے بچا سکتے ہو۔ ہر جگہ، ہر موقع پر ان سرکردہ احباب نے اس بات کا کھل کر اظہار کیا کہ اگر آج کوئی وجود دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے قریہ قریہ، ملک ملک امن کے لئے کوشاں ہے تو وہ جماعت احمدیہ کا خلیفہ ہی ہے۔

آسٹریلیا میں میلبورن کی ایک تقریب میں چینل 31 کے نمائندہ نے کہا کہ: 'حضور انور کو دیکھ کر یوں لگ رہا تھا کہ جیسے آج میلبورن میں امن اتر آیا ہے۔'

پھر ملٹی فیتھ نیٹ ورک تنظیم کے ایک ممبر نے کہا کہ 'حضور انور کا خطاب سن کر آج مجھے علم ہوا ہے کہ خلیفۃ المسیح کیوں ایک عالمی امن کے سفیر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ کاش مسلمانوں کے باقی لیڈر بھی ایسے ہی ہوتے تو آج دنیا میں امن ہی امن ہوتا۔'

جاپان میں کمیونسٹ پارٹی کے ایک لیڈر (ممبر آف سٹی پارلیمنٹ) نے کہا: 'آج میری زندگی کے بہترین دنوں میں سے ایک دن ہے کہ میں نے دنیا کے غیر معمولی مقدس انسان کو دیکھا ہے، اِن کا خطاب سنا ہے اور اس یقین پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے امام اور ان کی تعلیمات میں ہی دنیا کے امن کا راز پنہاں ہے۔'

آسٹریلیا کے ایک ممبر آف پارلیمنٹ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفۃ المسیح امن کے علمبردار ہیں اور ایک عالمی شخصیت ہیں۔ آج خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔

آج مخالفین اسلام کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کرتے ہوئے اسلام کو دہشتگرد مذہب قرار دیتے ہیں اور غیر مسلم میڈیا اس میں پیش پیش ہے۔ حضور انور نے دنیا کے مختلف ممالک میں اپنے خطابات میں اسلام کے حسین چہرہ پر جو دہشت گردی، انتہاء پسندی، شدت پسند مذہب ہونے کا داغ ہے اس کو دھویا اور اسلام کا خوبصورت چہرہ غیروں کے سامنے پیش کیا ہے۔

خواہ پریس کانفرنس ہو، ٹی وی، ریڈیو یا اخبارات کے انٹرویوز ہوں، receptions کی تقریبات ہوں یا سرکردہ افراد کے ساتھ ملاقاتیں ہوں، ہر جگہ حضور انور نے اسلام کا دفاع کرتے ہوئے اسلام کا خوبصورت چہرہ دکھایا ہے۔

جاپان کی ایک تقریب میں ایک وکیل نے کہا:

اب تک ہم نے ٹی وی اور اخباروں میں اسلام کے بارہ میں یہی سنا تھا کہ مسلمان دہشت گرد ہیں۔ اسلام کی انتہائی خوفناک تصویر ہمارے سامنے تھی۔ لیکن آج جب اسلام کے لیڈر خلیفۃ المسیح کی زبان سے اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم سنی تو میرا اسلام کے بارہ میں نظریہ یکسر تبدیل ہو گیا۔

ایک سکول کے پرنسپل نے حضور انور کا خطاب سن کر کہا کہ:

میرے ذہن میں اسلام کا جو پہلے منفی تصور تھا خلیفۃ المسیح کے خطاب نے اسے بالکل تبدیل کر دیا ہے۔ آج مجھے اس بات کی تسلی ہوئی ہے کہ دنیا کی راہنمائی کرنے والا کوئی انسان تو دنیا میں موجود ہے۔

جاپان کے ایک مشہور وکیل نے ناگویا میں ہونے والی reception کے حوالہ سے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: آج ہم نے اسلام کا خوبصورت چہرہ دیکھا ہے اور میرا ایمان ہے کہ اگر دنیا کسی ایک ہاتھ پر جمع ہو سکتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے امام کا ہی ہاتھ ہے۔

پس یہ وہ عظیم الشان ترقیات ہیں اور عظیم الشان فتوحات ہیں، یہ وہ عظیم الشان اور تاریخ ساز انقلابات ہیں جنہوں نے غیروں کے دل بدل دئے اور ان کی زبانیں احمدیت کی ان ترقیات اور انقلابات کی گواہی دے رہی ہیں۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے سایہ تلے جماعت ترقیات کی منازل طے کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ صدرانِ مملکت بھی خلیفۃ المسیح کے پروگراموں میں شامل ہونا اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے ہیں۔

2006ء میں جب حضور انور جزائر فجی تشریف لے گئے تو صدر مملکت فجی سے ملاقات کے دوران نائب امیر جماعت فجی نے عرض کیا کہ آج ہوٹل میں reception ہے اور ہم نے آپ کو دعوت دی تھی۔

صدر مملکت کو اس دعوت نامہ کا علم نہیں تھا انہوں نے اپنے سیکرٹری سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ آج شام یونیورسٹی میں ایک کانووکیشن (Convocation) کی تقریب ہے اور وہاں آپ نے جانا ہے۔

صدر مملکت نے کہا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ خلیفۃ المسیح ہمارے ملک میں موجود ہوں اور میں حضور کا پروگرام چھوڑ کر کسی دوسرے پروگرام میں چلا جاؤں؟ میں تو خلیفۃ المسیح کے پروگرام میں شامل ہوں گا۔ یونیورسٹی کے لئے کسی اور کو بھجوا دیں۔ چنانچہ موصوف شام کو حضور انور کی آمد سے قبل ہی ہوٹل پہنچے ہوئے تھے اور حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 2008ء میں بینن تشریف لے گئے تو بینن کی حکومت نے اعلان کیا کہ خلیفۃ المسیح ہمارے سٹیٹ گیسٹ (State

بچوں کو اپنے ساتھ لگاتے تو مائیں ان بچوں کو اُس جگہ سے چومنا شروع کر دیتیں جہاں حضورانور کا ہاتھ لگا ہوتا اور فرطِ جذبات سے روتی جاتیں۔

یہ وہ عظیم الشان انقلاب ہے جو آج اس روئے زمین پر صرف اور صرف خلافتِ احمدیہ سے وابستہ ہے۔ خدا کی قسم اگر ساری دنیا کی حکومتیں بھی مل جائیں اور ان کی دولتیں بھی اس کام کے لئے صرف ہو جائیں تو ان کے نصیب میں ایسی مخلصانہ محبتوں اور ان بےمثال کامیابیوں کا عشرِ عشیر بھی نہیں آئے گا۔

پھر اس جلسہ کے موقع پر بورکینا فاسو سے تین سو خدام انتہائی خستہ حال سائیکلوں پر 16 سو کلومیٹر سے زائد کا بڑا طویل اور تکلیف دہ اور انتہائی کٹھن سفر طے کر کے گھانا آئے تھے۔ ان سائیکل سواروں میں 13 سال کی عمر کے دو بچے بھی شامل تھے۔ ان کو اس سفر پر جانے سے روکا گیا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ ہم نے ضرور جانا ہے۔ ہم نے اپنے آقا سے ملنا ہے۔ چنانچہ ان کو اجازت دے دی گئی اور ان دونوں بچوں نے بھی 1600 کلومیٹر کا طویل سفر مکمل کیا۔

گھانا پہنچنے پر جب صدر صاحب خدام الاحمدیہ بورکینا فاسو سے پوچھا گیا کہ خدام نے اتنا لمبا سفر کیوں اختیار کیا تو کہنے لگے 'ہم اپنے خلیفہ کو، اپنے آقا کو بتانا چاہتے تھے کہ بورکینا فاسو کی سرزمین پر آباد آپ کے یہ خدام بھی آپ سے عشق کرتے ہیں اور ہر قربانی کے لئے تیار ہیں'۔

ایک شام بورکینا فاسو اور آئیوری کوسٹ سے آنے والے چار ہزار سے زائد احباب کی پیارے آقا سے ملاقات تھی۔ یہ لوگ شرف مصافحہ حاصل کرنے کے بعد اپنے ہاتھ اپنے چہروں پر اور اپنے سینوں پر پھیرتے اور یہ لوگ روتے جاتے اور کہتے جاتے کہ آج ہمارے سینے برکتوں سے بھر گئے ہیں۔ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہم نے اپنے آقا کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ ''نور ہی نور ہے''۔ بورکینا فاسو سے آنے والے ایک صاحب نے حضورانور سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنے ہاتھ پر کپڑا باندھ لیا تا کہ خلیفہ کے وجود سے جو برکت ملی ہے وہ دور نہ ہو جائے۔

گیمبیا کا ایک وفد بس کے ذریعہ پانچ روز تک افریقہ کے اس گرم موسم میں دن رات سات ہزار کلومیٹر کا طویل ترین فاصلہ طے کر کے پہنچا تھا۔ اس وفد کے ایک ممبر نے بتایا کہ ہم لوگ منگل کی رات گیارہ بجے جلسہ گاہ پہنچے تو سفر کی سختی اور گرمی سے نڈھال تھے۔ تھکان سے چور تھے۔ لیکن اگلے روز جب حضورانور نماز پڑھانے کے لئے جلسہ گاہ تشریف لائے تو حضورانور کے چہرے پر نظر پڑتے ہی ہماری ساری تھکان دور ہوگئی۔ سفر کی سختی جاتی رہی اور ساری تکلیفیں بھول گئیں۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ میں پہلی بار حضور کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں اور میرے لئے ناممکن ہے کہ اپنے دل کی اس کیفیت کو بیان کر سکوں۔ کہنے لگے کہ 'ٹی وی تو وہ نور دکھا ہی نہیں سکتا جو آج میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے'۔

پھر عرب ممالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے اس مبارک دور میں ایک انقلاب برپا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں آتا جس میں عربوں کی طرف سے بیعتیں نہ ملتی ہوں۔

جہاں وہ رویاء اور خوابوں کے ذریعہ احمدیت قبول کرتے ہیں وہاں حضورانور کے خطبات، خطابات اور عربی زبان میں خطاب نے ان کی زندگیوں میں ایک روحانی انقلاب برپا کر دیا ہے۔

ان لوگوں میں ایک کثیر تعداد خلافت سے وابستہ نشانات دیکھ کر قبولِ احمدیت کی توفیق پا رہی ہے۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ پیش کر دیتا ہوں۔

ملک الجزائر سے تعلق رکھنے والی ایک نو احمدی خاتون نادیہ کاظمی صاحبہ نے حضورانور سے ملاقات میں اپنی والدہ کی کینسر کی بیماری کے لئے دعا کی درخواست کی جس پر حضورانور نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ صحت دے گا اور فضل کرے گا'' اور ساتھ ہی حضورانور نے ان کی والدہ کے لئے ایک 'الیس اللہ' والی انگوٹھی بھی دی جو ان کی والدہ نے پہن لی۔

کچھ عرصہ بعد جب ان کی والدہ چیک اپ کے لئے گئیں تو ڈاکٹرز نے بتایا کہ ان کو اب کسی قسم کے ٹیسٹ یا کیموتھراپی کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی صحت اب کینسر ہونے سے پہلے کی صحت سے بھی زیادہ اچھی اور بہتر ہے۔

خلیفۃ المسیح کی دعا کی قبولیت کے اس نشان نے ان کے سارے خاندان کے دلوں کو بدل دیا اور اس نشان کو دیکھ کر 36 افراد پر مشتمل سارا خاندان بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گیا۔

پھر دنیا کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ رشین speaking ممالک پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشین ممالک میں بھی عظیم الشان انقلابی کام ہوا ہے اور 2009ء میں جب سے یوکے میں رشین ڈیسک کا قیام عمل میں آیا اور حضورانور کے خطابات اور خطبات کے تراجم ایم ٹی اے اور رشین ویب سائٹ پر نشر ہونے شروع ہوئے تو ان ممالک میں ایک روحانی انقلاب برپا ہوا اور رشین speaking ممالک کی جماعتیں ترقیات کے ایک نئے دور میں داخل ہوئیں اور ان کا خلیفہ وقت کے ساتھ تعلق پیدا ہوا جو ان کی زندگیوں میں ایک نمایاں انقلاب برپا کر گیا۔ اب ان کی طرف سے حضورانور کی خدمت میں اخلاص و وفا پر مشتمل خطوط اس کثرت سے آتے ہیں کہ چند سال پہلے اس کا تصور بھی نہیں تھا۔ جب حضورانور کی طرف سے ان کو خطوط کے جوابات موصول ہوتے ہیں تو اس کو چومتے ہیں اور سینے سے لگاتے ہیں اور بعضوں نے تو فریم کر کے رکھے ہوئے ہیں۔

پھر براعظم ایشیا کی سرزمین ہے اور مشرق بعید کے ممالک ہیں، سمندر میں آباد جزائر ہیں۔ جب حضورانور مشرق بعید ممالک کے دورہ پر تشریف لے گئے تو سنگاپور میں انڈونیشیا سے تین چار ہزار کے لگ بھگ احمدی پہنچے جن میں مرد بھی تھے، عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی تھے۔ اسی طرح ملائشیا، فلپائن، تھائی لینڈ، پاپوانیوگنی، کمبوڈیا اور برونائی سے بھی لوگ آئے۔ ان کا اپنے پیارے آقا سے اخلاص، محبت اور عشق اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ حضورانور کے چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی رو پڑتے تھے۔ یہ لوگ اس چہرہ کے بھوکے تھے، ترسے ہوئے تھے۔ کوئی لمحہ دیدار کا ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ بعض فیملیز تو بذریعہ سڑک اور بذریعہ سمندری جہاز 38، 38 گھنٹوں کا طویل سفر طے کر کے آئیں۔ محض اس لئے کہ پیارے آقا کے دیدار کے چند لمحات نصیب ہو جائیں۔

پس یہ وہ عظیم الشان انقلاب ہے جو اس خطۂ زمین میں بسنے والے عشاق

''جماعت کی ترقی، خلافت سے وابستہ ہے''

(مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کی جلسہ سالانہ یوکے 2014ء کے موقع پر کی گئی تقریر)

نظام خلافت جس سے احمدیت کی ترقی وابستہ ہے وہ بابرکت آسمانی نظام اور حبل اللہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت مومنین کی روحانی بقا اور ترقی کے لئے جاری فرمایا تا زمانہ نبوت کے بعد بھی مومنین کے دلوں میں نبوت کی برکات قائم رہیں اور کبھی مٹنے نہ پائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام خلافت کا مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔''

مسیح الزمان کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا عظیم الشان انعام عطا فرمایا اور جماعت احمدیہ ایک کے بعد دوسرے، تیسرے، چوتھے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلافت مسیح موعود کے پانچویں تاجدار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نہایت عظیم الشان قیادت میں آگے سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے اور ہر آنے والا دن عظیم الشان فتوحات کی نوید لئے ہوئے طلوع ہو رہا ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ 'جماعت احمدیہ کی تمام ترقیات خلافتِ احمدیہ سے ہی وابستہ ہیں'۔ یہ کوئی لفظی دعویٰ یا کھوکھلا نعرہ نہیں ہے بلکہ خلافتِ احمدیہ کے آغاز سے ہی خلفائے کرام نے اپنے عارفانہ کلام کے پانی سے ہمارے ایمان کے اس درخت کی آبیاری کی ہے اور الٰہی بشارتوں اور وعدوں کا ذکر کر کے اس امر کو ہمارے دلوں میں راسخ کر دیا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔ لیکن اگر تم اس کی حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی اور تمہارے مقابلہ میں بالکل ناکام و نامراد رہے گی۔''

چنانچہ خلافت کے جلو میں ترقیات کے نظارے دیکھنے کا یہ سلسلہ پہلے دن سے لے کر آج تک جاری ہے اور ہر ملک و قوم سے سعید روحیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں بنتی جارہی ہیں۔

اس وقت دنیا کے 206 ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے اور اس کرۂ ارض پر جس طرف نگاہ اٹھائیں، ملک ملک، قریہ قریہ احمدیت کی لہلہاتی کھیتیاں نظر آتی ہیں۔ احمدیت کے سرسبز و شاداب باغات اور پھلوں سے لدے ہوئے درخت ہر سو پھیلے ہوئے ہیں اور یہ گواہی دے رہے ہیں کہ:

اے دیکھنے والو، دیکھو! خلفائے احمدیت کی قیادت میں احمدیت کا برق رفتار قافلہ کس شان سے آگے سے آگے بڑھتا جارہا ہے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے تمام کنارے احمدیت کی ان لہلہاتی کھیتیوں سے سرسبز و شاداب ہو گئے ہیں۔ خواہ وہ کنارہ فجی ہو یا ماریشس ہو۔ ناروے ہو یا آئرلینڈ ہو، خواہ چڑھتے سورج کی سرزمین جاپان ہو یا آسٹریلیا، نیوزی لینڈ ہو یا جزائر کے ممالک ہوں۔ جدھر بھی رخ کریں خلافت احمدیہ کے فدائی اپنی جانیں اپنے آقا پر نثار کئے بیٹھے ہیں اور ان کے لئے ہر آنے والا دن نئی ترقیات کی نوید لیکر طلوع ہوتا ہے۔

براعظم افریقہ کی طرف رُخ کریں تو ان نورانی چہرے والوں کا آنکھوں دیکھا حال آپ کو بتاتا ہوں۔

2008ء کے جلسہ سالانہ گھانا میں حضور انور نے جلسہ کے دنوں میں جلسہ گاہ میں ہی قیام فرمایا۔ وہاں قریباً ایک لاکھ کا مجمع تھا اور افریقہ کے مختلف ممالک سے لوگ جلسہ میں شمولیت کے لئے یہاں پہنچے تھے۔

جب حضور انور نمازوں کی ادائیگی کے بعد اپنی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوتے جو کہ قریباً جلسہ گاہ کے اندر ہی ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر تھی تو راستہ کے دونوں طرف مرد اور خواتین اور بچے دیوانہ وار اکٹھے ہوجاتے۔ حضور انور کی گاڑی آہستہ آہستہ چل رہی ہوتی۔ لوگ مسلسل نعرے لگاتے اور خواتین سفید رومال لہرا کر اپنی عقیدت اور فدائیت کا اظہار کرتیں۔ اس جوش، جذبہ اور ولولہ کے ساتھ نعرے لگائے جاتے کہ کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ اپنے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے خواہاں ان عشاق کا ایک تلاطم برپا تھا۔ ایک جم غفیر تھا۔ عشق و محبت کا ایک سمندر امڈ آیا تھا۔ ہر ایک کی یہی کوشش تھی کہ اسے پیارے آقا کے دیدار کا کوئی لمحہ نصیب ہوجائے۔ خواتین نے اپنے بچوں کو اوپر اٹھایا ہوا تھا اور اس بات کے لئے تڑپ رہی تھیں کہ حضور انور کی ایک نظر بچوں پر پڑ جائے اور وہ بھی خلیفہ وقت کی برکتوں سے حصہ لینے والے بن جائیں۔ حضور انور کی پیار بھری نگاہیں ان سب کے دلوں کی تسکین کا موجب ہو رہی تھیں۔

افریقہ کے مختلف ممالک میں ہم نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ مختلف راستوں پر چلتے ہوئے جب حضور انور بچوں کو پیار کرتے اور ان کے سروں پر ہاتھ رکھتے اور

تھا۔ گویا اس فیصلے کے نافذ ہونے میں صرف دس دن باقی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کے قتل کا فیصلہ کرنے والی حکومت کو ہی ختم کر ڈالا۔

لوٹنے نکلے تھے جو امن و سکون بے کساں
خود انہی کے لُٹ گئے حسن و شباب زندگی

ایک ولی اللہ کہیں جا رہے تھے کہ تازہ تازہ بارش ہوئی تھی۔ سڑک میں کیچڑ تھا، سڑک کے کنارے ایک شخص اپنی محبوبہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس ولی اللہ کے چلنے سے کیچڑ کا ایک چھینٹا اس عورت کے چہرے پر جا لگا۔ اس عورت کے عاشق کو غصہ آیا۔ اس نے اس ولی اللہ کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ وہ خدا کا بندہ تھپڑ کھا کر آگے چل دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی اس ولی اللہ سے ملا۔ اس نے کہا کہ جس شخص نے آپ کو تھپڑ مارا تھا اس کا پاؤں کیچڑ میں پھسلا، وہ سر کے بل نیچے گرا اور اس کی گردن کا منکا ٹوٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا۔ وہ ولی اللہ فرمانے لگے کہ بھائی دو یاروں کی لڑائی تھی۔ اس عورت کے یار کو غصہ آیا اس نے مجھے تھپڑ مارا۔ میرے یار کو غصہ آیا تو اس نے اسے جان سے ہی مار دیا۔

16۔ حضرت ملک مولا بخش صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم ڈیرہ غازیخان میں رندان بستی میں بعض احمدیوں کے اختلافات دُور کروانے کے لئے جا رہے تھے۔ جماعت کی طرف سے مکرم مولوی محمد عثمان صاحب، مکرم حکیم عبدالخالق صاحب اور مجھے اس کام کے لئے بھیجا گیا۔ یہ وفد کوٹ چھنہ تک تو لاری پر گیا اور بقیہ کچھ میل طے کرنے کو ایک ٹم ٹم کرایہ پر لی۔ گرمی بہت تھی گھوڑا تھک کر گر گیا۔ بہت کوشش کی لیکن وہ گھوڑا نہ اٹھا۔ مَیں پیدل ہی چل پڑا۔ اتنے میں دُور سے ایک شخص سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا نظر آیا۔ مَیں نے سوچا کوئی واقف کار ہوا تو اس کا گھوڑا لے کر تانگے میں جوت لیں گے۔ مگر وہ شخص بغیر کسے مقامی دوست سے سلام کئے آگے گزر گیا۔ گھوڑا میرے قریب آ کر ٹھہر گیا۔ وہ شخص گھوڑی سے اتر کر سیدھا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ملک صاحب اس گھوڑے پر سوار ہو جائیں۔ (یہ شخص آپ کا واقف قادر بخش گرداور قانون گو تھا)۔ میں نے عذر کیا اور کہا کہ آپ چلیں میں آ جاتا ہوں لیکن اس نے جواباً کہا کہ ملک صاحب کوئی عذر نہ کریں اور بس فوراً اس گھوڑے پر بیٹھ جائیں۔ میرے لئے یہ بہت عجیب واقعہ تھا۔ چنانچہ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ چند سال سے میں روزانہ اس گھوڑے پر بستی رنداں سے اپنے حلقہ کو جاتا ہوں اور کبھی اس گھوڑے نے کان تک نہیں ہلایا اور یہ میرے اشارے پر چلتا ہے۔ مگر آج نہ معلوم کیا ہوا کہ جب میں گاؤں سے نکلا تو یہ واپس مڑ گیا اور بھاگنا شروع کر دیا۔ ہر چند اسے روکنے کی کوشش کی لیکن نہ رُکا۔ یہ دیکھئے میرے ہاتھ بھی باگیں کھینچ کھینچ کر سرخ ہو گئے ہیں۔ آپ کے پاس پہنچ کر یہ خود بخود ہی ٹھہر گیا ہے۔ بس آپ اس پر سوار ہو جائیں ...... میں چونکہ گرمیوں میں پیدل چلنے کا عادی نہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے غیب سے میرے لئے انتظام کر دیا۔

17۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں: مَیں یہاں منشی ظفر احمد صاحب کی زندہ دلی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ان کی طبیعت پاک مذاح کا ایک عجیب رنگ رکھتی تھی اور وہ نہایت سنجیدگی سے ایسی بات کہہ جاتے جو طبیعت میں شگفتگی پیدا کر دیتی۔ ان کی اس فطرت کا اثر آخر تک باقی رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جو نہایت کریم و رحیم ہے اس نے بھی ان کی اس فطرت کا ذکر ایک واقعہ میں اپنے کلام میں فرمایا ہے۔ کچھ عرصہ گزرتا ہے کہ عزیزم منشی محمد احمد صاحب مظہر کا چھوٹا لڑکا ٹائیفائیڈ سے بیمار تھا اور حالت نازک ہو گئی۔ حضرت منشی صاحب بھی اس کے لئے دعا کر رہے تھے کہ آواز آئی: ''دق کیوں کر رکھا ہے آرام تو آ گیا ہے'' صبح پوتے کو دیکھنے گئے اور رات کا واقعہ بیان کر کے ہنسے اور فرمایا کہ واقعی میں نے دق کر دیا تھا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا، تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے، خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلّی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی ......ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہیں پس تم اُس جذام سے ڈرو'' (کشتی نوح صفحہ 20، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

پھر فرمایا: ''اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہو گا۔ اور وہ گھر بابرکت ہو گا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہو گی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہو گا جہاں ایسا آدمی رہتا ہو گا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائیگی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے......

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا

باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں

میں نے ڈاکٹر صاحب کو اپنا تعارف کروایا اور حالات دریافت کئے۔ حالات دریافت کرنے کے بعد میں نے ڈاکٹر صاحب سے عرض کی حالات آپ کے سامنے ہیں۔سارا علاقہ آپ کو جانتا ہے۔ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور جماعت احمدیہ سانگلہ ہل کے امیر ہیں ،اس دوران بھی آپ مسجد میں اکیلے لیٹے ہوئے ہیں۔آپ کو اپنی حفاظت کا کوئی انتظام کرنا چاہئے۔میری بات سن ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے:مَیں تو اتنا بوڑھا ہوں کہ اگر کوئی مجھے دھکا دے کر گرادے تو میں خود بخود اٹھ بھی نہیں سکتا۔میں اپنی حفاظت کا کیا انتظام کر سکتا ہوں۔جب مخالفت شروع ہوئی اور ہر روز پتہ چلتا تھا کہ آج فلاں کو مارا ہے اور آج فلاں کو مارا ہے تب مجھے بھی گھبراہٹ پیدا ہوئی۔تب میں نے خدا کے حضور دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً فرمایا:'' تو فکر نہ کر، میں تیری حفاظت کروں گا''۔فرمانے لگے: مربی صاحب! جب سے خدا نے میری حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے میں اس وقت سے بےفکر مسجد میں اکیلا ہی لیٹا رہتا ہوں۔

12۔محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر گھانا میں مبلغ تھے۔وہاں ایک علاقہ کے بعض دیہات میں جماعت کے خلاف جلوس نکالے گئے۔جلوس کے شرکاء ان الفاظ میں گاتے تھے کہ مہدی ابھی نہیں آئے کیونکہ زلزلے نہیں آئے۔اگر مہدی ظاہر ہو گیا ہوتا تو ضرور زلزلہ آتا۔محترم مولوی صاحب کو جب یہ اطلاع ملی تو انہوں نے ایک ہفتہ تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زلزلے کا نشان دکھانے کے لئے دعا کی۔ چنانچہ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے اور اب اس ملک میں زلزلے کا نشان ضرور ہی ظاہر ہو گا تو پھر آپ نے اسی علاقے میں جہاں جلوس نکلے تھے تین مقامات پر جلسے کرنے کا پروگرام بنایا۔اور ہر جلسہ میں آپ نے دیگر باتوں کے علاوہ اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اب امام مہدی کی صداقت کے اظہار کے لئے آپ کے علاقہ میں ضرور زلزلہ آئے گا۔ابھی دو ہی مقامات پر جلسہ ہوا تھا اور تیسرے مقام کی جگہ کا انتظام کیا جارہا تھا کہ رات کو عشاء کی نماز کے وقت سارے گھانا میں شدید زلزلہ آیا جس کی وجہ سے اس علاقے میں 180 /افراد نے بیعت کی۔

13۔حضرت مولوی رحمت علی صاحب مرحوم رئیس التبلیغ انڈونیشیا تھے۔ایک مرتبہ پاڈانگ شہر میں ایک احمدی کی دکان پر بیٹھے تھے کہ اتفاقاً ہالینڈ کے ایک عیسائی بشپ پادری اپنے ساتھیوں سمیت تبلیغ کرتے ہوئے وہاں آنکلے۔اور ان کا حضرت مولوی صاحب سے'' اسلام اور عیسائیت'' کے موضوع پر مباحثہ شروع ہو گیا۔ جسے سننے کے لئے بہت سے لوگ اردگرد سے جمع ہو گئے۔اسی اثناء میں اچانک موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔یہ علاقہ ایسا تھا کہ جب یہاں بارش ہوتو کئی کئی گھنٹے مسلسل برستی رہتی ہے۔اس وجہ سے پادری اپنی شکست اور ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے حضرت مولوی صاحب کو للکارتا ہوا کہنے لگا کہ اگر واقعی عیسائیت کے مقابلہ میں تمہارا مذہب اسلام سچا اور افضل ہے تو اس وقت ذرا اپنے اسلام کے خدا سے کہیئے کہ وہ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھائے اور اس موسلا دھار بارش کو یکدم بند کردے۔پادری کا یہ مطالبہ کرنا ہی تھا کہ حضرت مولوی صاحب نے اپنے زندہ خدا پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے بڑی ہی پُراعتماد آواز میں بارش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے بارش! تو اس وقت خدا کے حکم سے تھم جا اور اسلام کے زندہ اور سچے خدا کا ثبوت دے۔ابھی چند منٹ بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ بارش تھم گئی اور وہ پادری اور سب حاضرین اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اس عظیم نشان پر حیران رہ گئے۔

14۔اسی شہر پاڈانگ کے محلّہ یاسر مسکین میں حضرت مولوی رحمت علی صاحب کی رہائش تھی۔اس علاقہ کے اکثر مکانات لکڑی کے بنے ہوئے اور باہم متصل ہیں۔اتفاقاً ایک مرتبہ اس محلّہ میں آگ لگ گئی جو اردگرد کے تمام مکانات کو راکھ کرتی ہوئی مولوی صاحب کے مکان کے قریب پہنچ گئی۔حتّٰی کہ اس کے شعلے مولوی صاحب کے مکان کے چھجے کو چھونے لگے۔یہ صورت حال دیکھ کر تمام احمدی اور غیر احمدی محلّہ دار مولوی صاحب سے اصرار کرنے لگے کہ فوری طور پر سامان سمیت مکان سے باہر نکل آئیں۔مگر مولوی صاحب نے ان کی ایک نہ مانی اور دعا میں مشغول رہے اور بڑے ہی اطمینان سے ان لوگوں کو تسلی دیتے رہے کہ یہ آگ انشاء اللہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔پس یقین رکھو کہ یہ آگ اس عمارت کو جلانے میں ناکام رہے گی۔حضرت مولوی صاحب ابھی یہ بات کر ہی رہے تھے کہ اچانک بادل امڈ آئے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی جس نے آناً فاناً اس آگ کو بالکل ٹھنڈا کر کے رکھ دیا جبکہ اردگرد کی عمارتیں جل کر راکھ ہو چکی تھیں مگر وہ مکان خدا کے فضل سے معجزانہ طور پر محفوظ رہا اور اس کے چھجے پر آگ کے شعلوں کے سیاہ نشانات عرصہ تک لوگوں کو اس نشان کی یاد دلاتے رہے۔

15۔دوسری عالمی جنگ جاری تھی۔جاپان سارے انڈونیشیا پر مسلط ہو چکا تھا۔اس دوران ایک شخص نے محترم مولانا محمد صادق صاحب سماٹری مرحوم رئیس التبلیغ انڈونیشیا کو بتایا کہ جاپانی حکومت نے آپ کے قتل کا فیصلہ کیا ہے۔آپ کے متعلق ایک الزام یہ ہے کہ تمام علمائے اسلام سماٹرا نے فتویٰ دیا ہے کہ جاپان کی انگریزوں اور امریکہ سے یہ جنگ جہاد فی سبیل اللہ ہے مگر آپ نے ایسا فتویٰ دینے سے انکار کر دیا ہے۔یہ اطلاع ملنے پر محترم مولوی صاحب نے جماعت پاڈانگ کو دعاؤں کی تحریک کی اور خود بھی دعاؤں میں لگ گئے۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں دیوار پر موٹے حروف میں لکھا ہوا دکھایا کہ:'' دانیال نبی کی کتاب کی پانچویں فصل پڑھو''۔ چنانچہ نماز فجر کے بعد آپ نے دانیال نبی کی کتاب کی پانچویں فصل دیکھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھی جس میں اسے ایک تحریر دکھائی گئی۔مختلف علماء اور دانشوروں کو بادشاہ نے بلایا مگر وہ اس تحریر کو نہ پڑھ سکے اور نہ ہی اس کا مضمون سمجھ سکے۔اور نہ ہی بادشاہ کو اس کا مضمون سمجھا سکے۔آخر دانیال نبی کو بلایا گیا تب دانیال نبی نے اس تحریر کو پڑھ کر بادشاہ کو بتایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے تیری مملکت کا حساب کیا اور پھر اسے ختم کر ڈالا۔تو ترازو میں تولا گیا اور کم نکلا۔تیری سلطنت تقسیم ہوئی اور مادیوں اور فارسیوں کو دی گئی۔

جس دن دانیال نبی نے یہ تعبیر بتائی اس دن وہ بادشاہ بلشَضَّر قتل ہوا اور دارا مادی نے اس کی مملکت لے لی۔اس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ جاپانی حکومت کا بھی وہی حشر ہو گا جو بلشَضَّر حکومت کا ہوا تھا۔مولوی صاحب نے یہ خواب اپریل 1945 کے آخر یا مئی 1945 کے شروع میں دیکھی۔چنانچہ اسی سال امریکہ نے جاپان کے دو شہروں پر ایٹم بم برسائے اور اس طرح جاپانی حکومت کا تختہ الٹ کر رکھ دیا گیا۔انہیں دنوں میں جاپانی حکومت کے کاغذات میں سے ایک خط نکلا جس میں 24,23 اگست 1945 کی رات 65 آدمیوں کے قتل کرنے کا فیصلہ درج تھا اور اس فہرست میں پہلے نمبر پر مولوی محمد صادق صاحب سماٹری کا نام

خدا میں مستحقین میں تقسیم کردی۔ گھر آئے تو بیوی نے پوچھا کہ گندم نہیں لائے؟ جواب دیا کہ گندم تھوڑی تھی اور ضرورت کے لئے ناکافی تھی، اس لئے ساری کی ساری راہ خدا میں مستحقین میں تقسیم کر دی ہے۔ خدا خود ہی ہمارا انتظام کردے گا۔ ابھی دو یا تین دن ہی گزرے تھے کہ ایک شخص دس پندرہ گدھوں پر گندم کی بوریاں لادے ان کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ کیا آپ نے گندم خریدنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں اور ساتھ ہی کہا کہ ساری بوریاں میرے گھر کے صحن میں اُلٹا دو۔ اس شخص نے ساری کی ساری بوریاں آپ کے صحن میں اُلٹا دیں۔ اس دوران صوفی صاحب اپنے گھر سے گندم کے پیسے لینے گئے۔ جب گندم کے پیسے لے کر باہر آئے تو وہ شخص وہاں سے غائب تھا۔ اِدھر اُدھر سے پوچھا لیکن اس شخص کا کوئی سراغ نہ ملا اور نہ ہی بعد میں کبھی اس کا پتہ لگ سکا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کیلئے اپنی صفت "کن فیکون" کا نظارہ دکھایا۔

6۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ ایک بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ سمندر بڑے جوش میں تھا۔ سمندر کی لہروں نے جہاز کو ایسا حرکت میں ڈالا کہ دوران سر، متلی اور قے سے حضرت مفتی صاحب کی طبیعت بہت خراب ہوگئی۔ تب مفتی صاحب نے سمندر کو مخاطب کر کے کہا کہ:

"اے سمندر! تُو جانتا ہے کہ اس جہاز پر کون سوار ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام کا صحابی، صرف تبلیغ دین کے لئے سفر کر رہا ہے۔ تجھے شرم نہیں آتی کہ تُو مجھے بے آرام کرتا ہے اور تکلیف دیتا ہے۔ ٹھہر جا، تا کہ جہاز میں حرکت نہ ہو۔"

یہ سنتے ہی سمندر فوراً ساکن ہو گیا اور اس کے بعد جہاز سمندر میں اس سکون سے چلتا تھا کہ گویا ہم خشکی پر ہیں۔

7۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ پہلی عالمی جنگ کے دوران ہندوستان سے انگلستان جا رہے تھے۔ جب بحری جہاز بحیرہ روم میں داخل ہوا تو کپتان نے مسافروں کو اکٹھا کر کے کہا کہ یہ سمندر جرمن آبدوزوں سے بھرا ہوا ہے اور معلوم نہیں کہ کب ہمارا جہاز ان کے نشانے سے ڈوب جائے۔ اگر ایسا ہوا تو جہاز ڈوبنے سے پہلے ایک سیٹی بجائی جائیگی۔ سیٹی کے بجتے ہی تمام مسافر بحری جہاز کے ساتھ ساتھ جو کشتیاں لٹک رہی ہیں ان میں بیٹھ جائیں۔ پھر یہ کشتیاں جہاں آپ کو لے جائیں یہ آپ کی قسمت ہے، ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کپتان کی تقریر سن کر اپنے کمرے میں آئے اور دعا میں لگ گئے۔ اسی دوران خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ کو کہتا ہے کہ "صادق! یقین کرو کہ یہ جہاز صحیح سلامت پہنچے گا"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کئی جہاز اس جہاز کے آگے پیچھے، دائیں بائیں ڈوبے، ان جہازوں کی لکڑیاں ہم نے پانی میں تیرتی ہوئی دیکھیں، مگر خدا نے آپ کا جہاز بحفاظت منزل مقصود پر پہنچا دیا۔

8۔ حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ صوبہ خیبر پختون خواہ کے امیر تھے۔ ایک احراری نے پشاور کے بھرے بازار میں آپ کو قتل کرنے کے لئے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر آپ پر پستول چلایا، مگر خدا کی قدرت کہ گولی پستول میں پھنس گئی اور پستول نہ چل سکا۔

9۔ حضرت مولوی محبوب عالم صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ کشمیر کے رہائشی تھے، دن رات تبلیغی سفروں میں رہتے۔ خون خوار جنگلی درندے دوران سفر آتے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے حفاظت کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ایک شیر کو بطور محافظ آپ کے لئے مامور فرمایا۔ ایک دفعہ آپ کا ایک شاگرد ایک تبلیغی سفر میں آپ کے ساتھ ہولیا۔ جنگل میں داخل ہوتے ہی آپ کی حفاظت کے لئے مامور شیر آ گیا۔ شیر کو دیکھتے ہی شاگرد کی خوف کے مارے چیخیں نکل گئیں۔ آپ نے اپنے شاگرد کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا، ڈرو نہیں، یہ شیر تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔ اس شیر کو میرے خدا نے میری حفاظت کے لئے مقرر کیا ہوا ہے۔ جب بھی میں تبلیغ دین کے لئے جاتا ہوں اور جنگل سے میرا گزر ہوتا ہے تو یہ شیر ہمیشہ میرے دائیں بائیں، آگے پیچھے چلتا رہتا ہے اور دوسرے جنگلی درندوں سے میری حفاظت کرتا ہے۔ جب جنگل ختم ہو جاتا ہے اور بستی آ جاتی ہے تو یہ شیر واپس جنگل میں لوٹ جاتا ہے۔

10۔ ایک ہندو نوجوان مہاشہ یوگندر پال احمدی ہوا۔ مولوی فاضل کیا۔ زندگی وقف کی اور ساری عمر تبلیغ اسلام میں بسر کی۔ ان کا اسلامی نام مہاشہ محمد عمر رکھا گیا۔ جب 1924 میں یوپی انڈیا میں ہندوؤں نے شدھی کے نام سے مسلمانوں کو ہندو بنانے کی مہم شروع کی تو جماعت احمدیہ کے ہر طبقے سے احباب جماعت اس شدھی کی تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے جانے لگے۔ مہاشہ محمد عمر بھی ایک وفد کے ہمراہ اس علاقہ میں گئے۔ یہ وفد شام کے وقت ایک گاؤں پہنچا۔ مگر ان کے وہاں پہنچنے تک سارا گاؤں مرتد ہو چکا تھا۔ انہوں نے آریوں کے زیر اثر جماعت احمدیہ کے وفد کو اپنے گاؤں میں ٹھہرنے کی اجازت نہ دی اور سختی سے کہا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں ورنہ ہم آپ کو زبردستی نکال دیں گے۔ چنانچہ یہ وفد رات کے گیارہ بجے کے قریب گاؤں سے نکلا۔ دریائے گنگا کے کنارے کنارے بہت ہی خطرناک راستہ تھا۔ رات اندھیری تھی۔ ایک جگہ پر ایک برساتی نالہ دریائے گنگا میں گر رہا تھا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے کچھ پتہ نہیں چلتا تھا۔ ڈر تھا کہ اندھیرا ہونے کی وجہ سے کوئی شخص دریا یا نالے میں نہ گر جائے۔ وفد کے اراکین میں سے کوئی ایک رکن چند قدم اکیلے آگے جاتا اور پھر دوسروں کو آواز دیتا کہ آ جاؤ۔ پھر وہ چند قدم آگے جاتا اور رک کر آواز دیتا کہ آ جاؤ۔ اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہا مگر ایک جگہ پر آ کر صورت حال اتنی خطرناک ہوگئی کہ وفد کے سب ارکان پریشان ہو کر کھڑے ہوگئے کہ اب کیا کیا جائے؟ اسی دوران گنگا کے پانی پر ایک چھوٹے سے گیند کے برابر روشنی نمودار ہوئی۔ پھر وہ روشنی کا گولہ بلند ہوتا گیا اور بڑھتے بڑھتے اونچے مینار کے برابر ہوگیا۔ اس گولے سے اتنی روشنی پیدا ہوئی کہ رات کے اندھیرے میں اس جنگل میں ہر چیز صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اس روشنی میں یہ وفد چلتا گیا اور وہ روشنی کا مینار گنگا کے پانی پر ان کے ساتھ ساتھ چلتا گیا۔ جب وہ خطرناک راستہ ختم ہو گیا اور یہ وفد بحفاظت محفوظ مقام پر پہنچ گیا تو روشنی کا مینار غائب ہو گیا۔

11۔ حضرت ڈاکٹر عبداللہ صاحب سانگلہ ہل ضلع ننکانہ صاحب کے مقامی امیر اور امیر حلقہ تھے۔ 1974 کے ایام تھے۔ لوٹ مار اور بائیکاٹ عروج پر تھا۔ میں دفتر کی طرف سے اس علاقہ کی جماعتوں کا حال معلوم کرنے گیا۔ عصر اور مغرب کے درمیان میں سانگلہ ہل کی مسجد میں پہنچا۔ مسجد میں ڈاکٹر صاحب اکیلے صف پر لیٹے ہوئے تھے۔ سانگلہ ہل کی مسجد کا محل وقوع یوں ہے کہ سڑک کے ایک طرف ہماری احمدیوں کی مسجد ہے جبکہ اس کے بالمقابل دوسری طرف مخالفین کی مسجد ہے جہاں سے جلوس تیار ہو کر سارے شہر میں جاتے تھے۔ دونوں مسجدیں آمنے سامنے ہیں۔ درمیان میں صرف سڑک ہے۔

تعلق باللہ کے ایمان افروز واقعات

(مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تقریر برموقعہ جلسہ سالانہ یوکے 2014ء)

1۔ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ جو بعد میں حضور علیہ السلام کے خلیفہ اوّل بنے، سے حدیث پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن ابھی انہوں نے کھانا نہیں کھایا تھا کہ پڑھائی شروع ہوگئی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے ان پر کشفی حالت طاری کی اور ان کے سامنے گھی میں تلے ہوئے پراٹھے اور بھنا ہوا گوشت پیش ہوا۔ جسے وہ خوب مزے لے کر کھاتے رہے۔ جب خوب سیر ہو کر کھا چکے تو کشفی حالت ختم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کا عجیب تصرف ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو بھی اللہ تعالیٰ نے کشفی طور پر اس سارے منظر کی خبر دے دی اور حضورؓ پڑھانے کے دوران ہی حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کی طرف بار بار دیکھتے تھے۔ جب حافظ صاحب کھانے سے فارغ ہوگئے اور کشفی حالت ختم ہوگئی تو حضورؓ نے بڑی ہی محبت کے انداز میں فرمایا:

''حافظ صاحب! اکیلے اکیلے''۔

2۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ مکرم غلام حیدر صاحبؓ کے ساتھ لاہور میں اپنے بعض رشتہ داروں سے ملنے کے لئے گیا۔ چند دن قیام کے بعد جب ہم واپس آنے لگے تو اہل خانہ نے مزید قیام کی خواہش ظاہر کی، لیکن ہماری طبیعت کوئی ایسی اچاٹ ہوئی کہ مزید ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا۔ ہم نے اہل خانہ سے اپنا سامان اور نقدی مانگی مگر انہوں نے اس وجہ سے نہ دی کہ شاید اسی وجہ سے ہم وہاں رُک جائیں لیکن ہم نے صبح کا ناشتہ کرتے ہی واپسی کا ارادہ کرلیا اور لاہور سے پیدل ہی چل پڑے۔ صرف نو پیسے ہمارے پاس تھے۔ دریائے راوی کے پتن پر آئے کشتی میں دو پیسے چراغی دے کر دریا عبور کیا۔ چلتے چلاتے جب موضع کامونکی سے کوئی چار میل کے فاصلہ پر پہنچے تو سورج غروب ہوگیا۔ ادھر برادرم غلام حیدر صاحب کو سفر کی تھکان اور سخت سردی کی وجہ سے بخار محسوس ہونے لگا۔ پاس ہی ایک سکھوں کا گاؤں تھا ہم نے چاہا کہ رات وہاں بسر کریں مگر کوئی صورت نہ بنی۔ آخر کار رات کے دس بجے کامونکی پہنچے اور وہاں ایک ویران مسجد میں قیام کے لئے ڈیرے ڈال دیئے۔ مسجد کا ایک ہی کمرہ تھا جس میں ایک صف بچھی ہوئی تھی اور ایک طرف ایک مسافر لیٹا ہوا تھا۔ میں نے میاں صاحب کو وہاں لٹا دیا اور اپنا کھیس اتار کر ان کے اوپر دے دیا اور خود باقی نقدی لے کر بازار میں کھانا خریدنے کے لئے گیا۔ اتنی رات کو سارے بازار بند تھے۔ میں خالی ہاتھ واپس لوٹ آیا۔ مسجد میں آکر دیکھا تو میاں صاحب کا بخار بہت تیز ہو چکا تھا۔ اب میں پریشان تھا کہ اس غریب الوطنی میں اگر خدانخواستہ میاں صاحب کو کچھ ہوگیا تو کیا ہوگا؟ یہ خیال میرے دل میں بھر آیا اور میں خدا کے حضور سجدہ میں گر گیا اور گڑگڑا کر خوب رویا اور بہت دعا کی۔ خدا کی قدرت کہ دعا کے بعد مَیں نے کسی ضرورت کے لئے مسجد کا دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اجنبی شخص ایک ہاتھ میں گرم گرم روٹیاں اور حلوے کا ایک طشت اٹھائے ہوئے اور دوسرے ہاتھ میں گوشت کے گرم گرم سالن کا پیالہ اٹھائے کھڑا ہے۔ میں اسے دیکھ کر حیران رہ گیا کہ رات کے دو بجے کے قریب یہ شخص کھانا اٹھائے ہوئے یہاں کیسے کھڑا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے کس سے ملنا ہے؟ اس نے کہا کہ میں آپ ہی سے ملنا چاہتا ہوں، آپ میرے ہاتھ سے یہ کھانے کے برتن لیں۔ میں نے کہا کہ کھانا کھانے کے بعد یہ برتن کہاں رکھوں۔ کہنے لگا کہ وہیں رکھ دینا۔ میں نے مسجد کے اندر آکر جب اس کھانے میں سے کچھ میاں غلام حیدر صاحب کو کھلایا تو ان کی طبیعت سنبھل گئی اس کے بعد وہ کھانا میں نے بھی سیر ہو کر کھایا مگر پھر بھی ایک آدمی کا کھانا بچ گیا۔ ہمارے ساتھ جو مسافر لیٹا ہوا تھا اس نے بھی پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد ہم نے برتنوں کو وہیں رکھ دیا اور خود اس کمرہ کی کنڈی لگا کر سو گئے۔ صبح دیکھا تو اس کمرہ کی کنڈی اسی طرح لگی ہوئی تھی اور وہ مسافر بھی سویا ہوا تھا مگر کھانے کے برتن غائب تھے۔

3۔ دوالمیال ضلع چکوال کے ایک احمدی مکرم رسالدار احمد خان صاحب جنہوں نے خلافت اولیٰ میں بیعت کی تھی، فوج میں ملازم تھے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں ڈیوٹی تھی۔ سخت بیمار ہو گئے۔ تین دن تک کچھ نہ کھایا۔ ایک دن دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ چاولوں پر شوربہ ڈالا ہوا ہو تو خوب جی بھر کر کھاؤں۔ کیونکہ تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا، اسی سوچ میں آنکھ لگ گئی۔ یکدم کان میں آواز آئی کہ چاول اور یخنی تیار ہے کھاؤ۔ اٹھ کر دیکھا تو میز پر موجود پیالے میں شوربہ اور پلیٹ میں چاول رکھے ہوئے ہیں مگر کوئی بھی آدمی پاس موجود نہیں ہے۔ خوب مزے سے پیٹ بھر کر کھایا اور پھر لیٹ گئے۔ ایک ماہ تک آپ ہسپتال میں زیر علاج رہے لیکن کوئی بھی شخص ان برتنوں کا وارث نہ بنا۔ چنانچہ وہ برتن ان کی وفات تک ان کے گھر میں موجود رہے۔

4۔ حضرت مولوی محمد اسحاق صاحب کھر یپڑ ضلع قصور کے باشندہ تھے۔ ایک دن ان کی ایک شادی شدہ بیٹی ان سے ملنے آگئی، چند دن کے بعد دوسری بیٹی اور پھر اس سے چند دن کے بعد تیسری بیٹی ملنے کے لئے آگئیں۔ چند دن گزرے تھے کہ تینوں بیٹیوں کے خاوند بھی ایک ہی دن اپنی اپنی بیویوں کو لینے کے لئے آگئے۔ رات کا کھانا کھا کر سب سو گئے مگر حضرت مولوی صاحب کو نیند کہاں؟ سخت پریشان کہ تنگ دستی کی حالت ہے، صبح تینوں بیٹیوں نے اپنے اپنے خاوندوں کے ساتھ اپنے اپنے سسرال جانے کے لئے رخصت ہونا ہے جبکہ میری جیب خالی ہے۔ میں ان کو کیا دے کر رخصت کروں۔ اس پریشانی کے عالم میں وضو کیا اور گھر کی کوٹھری کے اندر چلے گئے، جائے نماز بچھا کر اللہ کی بارگاہ میں دعاؤں میں لگ گئے۔ کچھ دیر کے بعد جب یقین ہوگیا کہ میری دعا قبول ہوگئی ہے تو اٹھے اور جب جائے نماز کو اٹھایا تو اس کے نیچے دس دس روپے کے تین نئے نوٹ موجود تھے۔ انہوں نے تینوں نوٹ جیب میں ڈالے اور پھر اطمینان سے سو گئے۔

5۔ صوفی محمد عبداللہ صاحب چک نمبر 91/10-R ضلع خانیوال کی ایک مرتبہ گندم کی فصل تھوڑی ہوئی۔ جو گندم پیدا ہوئی وہ انہوں نے ساری کی ساری راہ

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا 32واں سالانہ اجتماع 2014ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا انصار سے پُر معارف خطاب اور نہایت اہم نصائح

سالانہ مجلس شوریٰ، علمی و ورزشی مقابلوں اور رُوح پرور ماحول میں تربیتی و تعلیمی اجلاسات کا انعقاد

(رپورٹ: فرخ سلطان محمود)

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا 32واں سالانہ اجتماع نہایت کامیابی کے ساتھ مسجد بیت الفتوح مورڈن کے احاطہ میں 17، 18 اور 19 اکتوبر 2014ء کو منعقد ہوا۔ پہلے روز سالانہ مجلس شوریٰ کا بھی انعقاد عمل میں آیا۔

اجتماع کے تینوں ایام میں نہایت روح پرور ماحول میں برطانیہ کے طول وعرض سے تشریف لانے والے 2200 سے زائد انصار کے علاوہ خدام اور بچوں کی ایک بڑی تعداد بھی شامل ہوئی۔ اجتماع کا مرکزی اجلاس 19 اکتوبر کی سہ پہر سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیرصدارت منعقد ہوا۔ حضور انور نے اپنے خطاب میں انصار کو اُن کی اجتماعی اور انفرادی ذمہ داریوں کی طرف نہایت احسن رنگ میں توجہ دلائی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں زندگیوں میں عملی تبدیلی لانے کے بارے میں نصائح فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ انصاراللہ کا مطلب اللہ کے مددگار ہونے کے ہیں اس لئے ہر ناصر کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی سچی اور پُرامن تعلیم کے اظہار کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو صرف کردے۔ اپنی عمر کے اس حصے میں انصار کو چاہئے کہ وہ اپنے تجربات اور تدبر سے اللہ کے دین کے حقیقی مددگار بن کر سامنے آئیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کو کسی مددگار کی ضرورت نہیں ہے اور تمام طاقتوں کی جامع اُس کی ہی ذات ہے تاہم یہ اُس کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں یہ موقع دیا ہے کہ ہم اُس کے دین کی خدمت بجالائیں اور اس کی اشاعت کریں تاکہ اُس کے افضال اور انعامات کے حقدار قرار پاسکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا مکمل متن حسب سابق آئندہ کسی اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔ انشاءاللہ

اجتماع کے تینوں دن نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ نماز فجر کے بعد درس (قرآن، حدیث اور ملفوظات) کا پروگرام ہوتا رہا۔ ناشتہ کے بعد روزانہ دس بجے اجتماع کی کارروائی کا آغاز کیا جاتا۔ جمعۃ المبارک کے روز مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا جس کی کارروائی نماز جمعہ اور کھانے کے وقفہ تک جاری رہی۔ اور نماز جمعہ وعصر کے بعد دوبارہ شروع ہوکر قریباً پونے سات بجے شام تک جاری رہی۔ محترم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے نے مجلس شوریٰ سے افتتاحی اور اختتامی کلمات کہے اور ممبران شوریٰ کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف احسن رنگ میں توجہ دلائی اور تجاویز پر بحث کے دوران بھی بحیثیت صدر مجلس شوریٰ کی کارروائی کے دوران ممبران کی ہر پہلو سے راہنمائی کی۔

مغرب اور عشاء کی نمازوں کی باجماعت ادائیگی کے بعد شام ساڑھے سات بجے اجتماع کی افتتاحی تقریب مسجد بیت الفتوح مورڈن کے احاطہ میں نصب وسیع وعریض مارکی میں منعقد ہوئی۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے کی۔ مجلس انصاراللہ اور برطانیہ کے قومی پرچم لہرائے جانے کے بعد دعا ہوئی۔ جس کے بعد کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم رفیع احمد شاہنواز صاحب نے کی۔ مکرم نسیم جمال صاحب نے آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ پیش کیا اور مکرم منصور احمد چودھری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے انصار کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے کہا کہ اس ملک میں رہنے کی وجہ سے ہم پر بعض فرائض عائد ہوتے ہیں تاکہ ہم اُن انعامات پر شکر ادا کرسکیں جو یہاں رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر نازل کئے ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے والدین سے حسن سلوک کی طرف بھی قرآنی ارشادات کی روشنی میں توجہ دلائی اور اس حوالہ سے بعض افسوسناک معاشرتی پہلوؤں کا ذکر کیا۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ ہمیں اپنے بچوں کی تربیت اس رنگ میں کرنی چاہئے کہ وہ ہمارے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کریں۔ اسی طرح مالی قربانی کی تحریک کرتے ہوئے مساجد کی تعمیر کے حوالہ سے آپ نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ نے برطانیہ میں تین نئے مراکز کے قیام کی منظوری دی ہے جو مچم (لندن)، لورپول اور لیوٹن میں قائم کئے جائیں گے۔ جبکہ ساؤتھ ویلز میں انصاراللہ کی مدد سے مسجد کے قیام کا منصوبہ بھی جاری ہے۔

ساڑھے آٹھ بجے مکرم رانا مشہود احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ یوکے نے 'ذکر حبیب' کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ آپ نے عبادات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اس فرمان الٰہی کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میری محبت چاہئے تو رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کی زندگی کا جائزہ لیں تو عبادت کا معیار انتہائی بلند نظر آتا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں آنحضور ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور صحابہ کی ایسی مثالیں بیان کیں جن سے نماز کی اہمیت پوری طرح واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ نے بھی ایک موقع پر فرمایا ہے کہ خلافت کے نظام سے فائدہ اٹھانے کے لئے قیام نماز پہلی شرط ہے۔

رات قریباً 9 بجے یہ پروگرام اختتام کو پہنچا جس کے بعد کھانا کھایا گیا۔

ہفتہ اور اتوار کے دونوں دن ناشتہ کے بعد بیک وقت مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد عمل میں آتا رہا۔ اس موقعہ پر منعقد ہونے والے علمی مقابلہ جات میں تلاوت، نظم خوانی، تقریر، فی البدیہہ تقریر، پیغام رسانی اور حفظ قرآن کے مقابلے شامل تھے جبکہ ورزشی مقابلوں میں والی بال، رسّہ کشی اور گولہ پھینکنا کے علاوہ ایتھلیٹکس سے متعلق بعض دیگر مقابلے بھی ہوئے۔ دونوں روز مقابلہ جات کے بعد نماز ظہر وعصر باجماعت ادا کی جاتی جس کے بعد احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا جاتا۔

ہفتہ کے روز بعد دوپہر محترم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے کی زیرصدارت منعقد ہونے والے اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حبیب الرحمٰن غوری صاحب نے کی۔ آیات کریمہ کے انگریزی ترجمہ اور نظم کے بعد محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب نے آنحضور ﷺ کی سیرت طیبہ کے حوالہ سے نہایت دلنشیں تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ مائیکل ہارٹ نے اپنی کتاب میں مذہب اور اخلاق کی دنیا

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

کلام الامام علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کی تحتِ اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لیے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔ اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ مَیں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں؟ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں؟''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 303)

''یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دعا سے فیض نہیں اٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے اور استقلال کے ساتھ دعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنّی اور بدگمانی نہ کرے۔ اس کو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے، یقین کرے پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے۔ وہ وقت آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو سن لے گا اور اسے جواب دے گا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی بدنصیب اور محروم نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 151)

''اللہ تعالیٰ قبولِ دعا میں ہمارے اندیشہ اور خواہش کے تابع نہیں ہوتا ہے۔ دیکھو بچے کس قدر اپنی ماؤں کو پیارے ہوتے ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے لیکن اگر بچے بیہودہ طور پر اصرار کریں اور رو کر تیز چاقو یا آگ کا روشن اور چمکتا ہوا انگارہ مانگیں تو کیا ماں باوجود سچی محبت اور حقیقی دلسوزی کے کبھی گوارا کرے گی کہ اس کا بچہ آگ کا انگارہ لے کر ہاتھ جلا لے یا چاقو کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ہاتھ کاٹ لے؟ ہرگز نہیں۔ اسی اصول سے اجابتِ دعا کا اصول سمجھ سکتے ہیں۔ مَیں خود اس امر میں ایک تجربہ رکھتا ہوں کہ جب دعا میں کوئی جزو مضر ہوتا ہے تو وہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 67)

فرمودات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ (17 اکتوبر 2014ء) میں ارشاد فرمایا:

''مومن کا اصل کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے دل کی کیفیت کو ڈھالے۔ مقصود اس کا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو اور اس میں اس کی فلاح اور کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے دل کی کیفیت کو اس کے مطابق ڈھالتا ہے تو اسی میں اس کی فلاح اور کامیابی ہے۔ اور یہی دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ ہمارے ذمّہ جیسا کہ مَیں نے کہا بہت بڑے کام لگائے گئے ہیں اور جان مال وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ہم عہد بھی کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں ہمیشہ سنجیدگی سے غور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ کس طریق سے ہم اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے اپنی صلاحیتیں اور استعدادیں بروئے کار لائیں۔ انصار اللہ کا اجتماع بھی آج سے ہو رہا ہے۔ ...... ان دنوں میں اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ کس حد تک ہم اپنے معیار دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے بڑھا سکتے ہیں اور بڑھانے چاہئیں بلکہ حاصل کرنے چاہئیں۔ انصار اللہ کی عمر تو ایسی ہے جس میں ان کو نمونہ بننا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کو ہماری کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو اس کا احسان ہے، اس کی عطا ہے کہ ہمیں یہ کہہ کر کہ تم دین کو دنیا پر مقدم رکھو تو میری رضا حاصل کرو گے ہمیں نوازا ہے ورنہ مال کی میں نے مثالیں دی ہیں اس کی خدا تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یا کسی کا بھی محتاج نہیں ہے۔ یہ تمام وسائل، ذخائر، سونا چاندی، زمینیں اس نے پیدا کی ہیں۔ اگر وہ چاہتا تو دین کا کام کرنے والوں کو یہ سب کچھ بانٹ دیتا، خود مہیا کر سکتا تھا لیکن ہمیں وہ ہمارے مقاصد سے آگاہ فرما کر پھر اس کے حصول کے لئے قربانی کی طرف توجہ دلاتا ہے تا کہ ہم اس کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں۔ صرف مال ہی نہیں اس نے ہمیں اولاد بھی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد کی تربیت کے اور طریقے بھی ایجاد فرما سکتا تھا لیکن اس نے ماں باپ کو کہا کہ ان بچوں کی تربیت کرو۔ ان پر اپنی حیثیت کے مطابق اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے خرچ کرو تا کہ یہ دین کے کام آ سکیں۔ پس ایک احمدی ماں باپ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کریں کہ وہ دین کے کام آ سکیں اور تبھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بات پوری ہوتی ہے، عہد پورا ہوتا ہے۔ ان بچوں کی ایسی تربیت کرو کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ادراک انہیں بچپن سے حاصل ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ یہ چیزیں ہمارے سپرد کر کے ہماری آزمائش بھی کرتا ہے اور ہمیں نوازتا بھی ہے۔''

درس القرآن

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ (الفاتحہ:2)

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ربّ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس صفت کا اظہار اور اعلان قرآن کریم کی پہلی ہی سورۃ میں فرمایا ہے اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے بعد یہ اعلان فرمایا کہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ یعنی ہر قسم کی تعریف کا اللہ تعالیٰ ہی مستحق ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ''ربّ'' کا لفظ پیدا کرنے سے لے کر کسی چیز کے درجۂ کمال تک پہنچانے کے درمیان جتنے بھی ادوار ہیں ان سب کو اپنے اندر سمیٹتا ہے۔

ربّ کا لفظ انسان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اگر انسان کی طرف منسوب ہو تو صرف تربیت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں یہ دعا سکھائی گئی: رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل:25) کہ اے میرے ربّ ان پر رحم فرما کیونکہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی، میری تربیت کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''لسان العرب اور تاج العروس میں جو لغت کی نہایت معتبر کتابیں ہیں لکھا ہے کہ زبان عرب میں ربّ کا لفظ سات معنوں پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں۔ مَالِک، سَیِّد، مُدَبِّر، مُرَبِّی، قَیِّم، مُنۡعِم، مُتَمِّم۔ چنانچہ ان سات معنوں میں سے تین معنے خدا تعالیٰ کی ذاتی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ منجملہ ان کے مالک ہے اور مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضۂ تامہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہو''۔ (منن الرحمٰن۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 152-153، حاشیہ)۔ یعنی مکمل قبضہ بھی ہو، مکمل طور پر اس پر اختیار بھی ہو، جس طرح چاہے استعمال کرے اور مکمل طور پر اس پر حق بھی رکھتا ہو۔ تو فرمایا کہ یہ چیز سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے کسی کے لئے نہیں۔

ایک لفظ اَلسَّیِّد استعمال ہوا ہے۔ سیّد کا لفظ عزت اور شرف کے معنوں میں بطور لقب کے استعمال ہوتا ہے اور ہر نوع میں سے اعلیٰ اور افضل شئ کو سیّد کہا جاتا ہے۔ پھر اَلۡمُدَبِّر کا مطلب ہے کہ ہر کام کے آخری نتیجہ پر نظر رکھنے والا اور اس کو ایسے طریق پر چلانے والا کہ اس کا صحیح نتیجہ نکلے۔ پھر اس کے ایک معنے قَیِّم کے بھی ہیں۔ یعنی کسی چیز کی نگرانی اور درست کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کے اَلۡقَیِّم ہونے کا مطلب ہے کہ وہ لوگوں کے کام بناتا، ان کو سہارا دیتا اور صحیح راستے پر قائم رکھتا ہے۔ پھر اس کا ایک مطلب اَلۡمُنۡعِم بھی ہے۔ اس کا مطلب ہوا وہ ذات جو بھلائی اور خیر اور خوشحالی سے نوازے اور دوسرے سے احسان کرے۔

پھر ربّ کے معانی میں ایک لفظ مُتِمّ اور مُتَمِّم استعمال ہوا ہے۔ یہ تمام سے ہے اور کسی چیز کے تمام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی انتہا اور کمال کو پہنچ جائے یہاں تک کہ کسی بیرونی چیز کا محتاج نہ رہے۔ اَلۡمُتَمِّم، اَلۡمُتِمّ کا مطلب ہے کہ ہر کام کو پورا کرنے والا، ہر حاجت کو پورا کرنے والا اور ہر نقص کو دور کرنے والا، غریبوں کی بھوک ختم کرنے والا۔

(حضور انور کے خطبہ جمعہ فرمودہ 17 نومبر 2006ء سے انتخاب)

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: کُنَّا جُلُوۡسًا عِنۡدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَاُنۡزِلَتۡ عَلَیۡہِ سُوۡرَۃُ الۡجُمُعَۃِ: ﴿وَآخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ﴾ قَالَ: قُلۡتُ: مَنۡ ھُمۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ؟ فَلَمۡ یُرَاجِعۡہُ حَتّٰی سَأَلَ ثَلَاثًا، وَ فِیۡنَا سَلۡمَانُ الۡفَارِسِیُّ، وَضَعَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلٰی سَلۡمَانَ، ثُمَّ قَالَ: لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوۡ رَجُلٌ مِّنۡ ھٰؤُلَآءِ۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ باب وَآخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ الجمعہ کی آیت ﴿وَآخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ﴾ نازل ہوئی۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ انہوں نے تین دفعہ سوال کیا۔ اس وقت ہم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی پر رکھا پھر فرمایا: اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی ہوگا تب بھی ان میں سے کچھ مرد یا ایک مرد اسے واپس لے آئے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **خَیۡرُ ھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ اَوَّلُھَا وَآخِرُھَا۔ اَوَّلُھَا فِیۡھِمۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَ اٰخِرُھَا فِیۡھِمۡ عِیۡسَی بۡنُ مَرۡیَمَ وَ بَیۡنَ ذٰلِکَ فَیۡجٌ اَعۡوَجُ لَیۡسُوۡا مِنِّیۡ وَ لَسۡتُ مِنۡھُمۡ** یعنی امتیں دو ہی بہتر ہیں ایک اول اور ایک آخر اور درمیانی گروہ ایک لشکرِ کج ہے جو دیکھنے میں ایک فوج اور روحانیت کے رُو سے مردہ ہے نہ وہ مجھ سے اور نہ میں ان میں سے ہوں۔ حدیث صحیح میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ **اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ** تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: **لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنۡ فَارِسَ اَوۡ رِجَالٌ مِّنۡ فَارِسَ** پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخری زمانہ میں فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا کہ وہ ایمان میں ایسا مضبوط ہوگا کہ اگر ایمان ثریا میں ہوتا تو وہیں سے اس کو لے آتا اور ایک دوسری حدیث میں اسی شخص کو مہدی کے لفظ سے موسوم کیا گیا ہے اور اس کا ظہور آخری زمانہ میں بلا د مشرقیہ سے قرار دیا گیا ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ 216 تا 218)

انصارالدین

جلد 10 نمبر 5

ستمبر و اکتوبر 2014ء

فہرست مضامین

انصاراللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ
وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔
نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

صدر مجلس انصاراللہ
چودھری وسیم احمد

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر شمیم احمد

مدیر: محمود احمد ملک

نائبین: حبیب الرّحمٰن غوری، صفدر حسین عباسی

مینیجر: محمود علی مرزا

ترسیل: فیاض احمد ملہی (انچارج)
میاں اخلاق احمد، رانا ظہور احمد، سعادت جان

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ
کیا آپ حضرت امیرالمومنین
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات
اور احمدیوں کی حفاظت کے لئے
روزانہ دو نفل ادا کر رہے ہیں
اور ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

"Ansaruddin" 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF   e-mail address: ansaruddinuk@hotmail.com